کتابِ تقلید

مؤلف

السید ابو محمد نقوی

نشریاتِ ولایتِ الٰہیہ

لاہور ، لندن ، کیلیفورنیا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

کتاب: کتابِ تقلید

مؤلف: السید ابو محمد نقوی

ناشر: ابو علی

طبع: اول، مئی ۲۰۱۷ ء،
رمضان المبارک ۱۴۳۸ ھ

ادارہ: نشریاتِ ولایتِ الٰہیہ
لاہور، لندن، کیلیفورنیا

فہرست

باب اول: دلائلِ تقلید
صفحہ ۷

باب دوم: اجتہادی فتاوٰی کے اثرات
صفحہ ۲۳

باب سوم: تقلید پر اعتراضات
صفحہ ۴۱

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہبِ شیعہ ہی اصل اسلام ہے جس پر اللہ جل جلالہ راضی ہے۔ اللہ کے اس پسندیدہ دینِ اسلام کی تعلیمات کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں اللہ کے مقرر کردہ وسیلے سے رابطہ کرنا لازمی ہے۔ تعلیماتِ دین کو اسطرح حاصل کرنے اور ان پر عمل درآمد کرنے کا نام تقلید ہے۔

تقلید کا مطلب اطاعت کرنا، اتباع کرنا، بیعت کرنا، پیروی کرنا ہے یعنی معصومینؑ کی تقلید، اطاعت، اتباع، بیعت، اور پیروی کرتے ہوئے ان کی سنو اور اس پر عمل کرو، سوال اور چوں و چراں کے بغیر یعنی مقلد کو حق نہیں کہ کہے کیوں، کب، کیسے، اگر ایسا ہوتا یا ویسا ہوتا؛ اور نہ ہی دل میں کسی بھی حکم کے بارے میں تنگی محسوس کرے۔

قال ابو عبد اللہؑ: لو ان قوما عبدوا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اقاموا الصلاۃ واتوا الزکاۃ وحجوا البیت وصاموا شھر رمضان، ثم قالوا لشيء صنعہ اللہ او صنعہ رسول اللہؐ الا صنع خلاف الذي صنع، او وجدوا ذلک في قلوبھم لکانوا بذلک مشرکین، ثم تلا ھذہ الایۃ: فلا و ربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ (النساء ۶۵) ثم قال ابو عبد اللہ ع: علیکم بالتسلیم۔ (اصول الکافي۔ ج۱، ص۲۴۴)

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اگر لوگ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کریں اور نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں اور بیت اللہ کا حج کریں اور ماہ رمضان کے روزے رکھیں پھر کسی چیز کے متعلق کہیں، جو اللہ نے کی یا رسول اللہؐ نے کی، کہ جو انہوں نے کیا اگر اس سے مختلف ہوتا تو اچھا تھا، یا یہ ان کے دل میں آ جائے تو بیشک اس وجہ سے وہ مشرک ہو گئے۔ پھر آپ ؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: پس نہیں، تیرے رب کی قسم، وہ ہرگز مؤمن نہیں جب تک وہ اپنے درمیان جھگڑے کا حاکم آپ کو نہ بنائیں پھر جو بھی آپ فیصلہ کریں اسپر اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں اور آپ کی ولایت تسلیم کریں۔ پھر فرمایا: تم پر صرف سر تسلیم خم کرنا فرض ہے۔

پچھلی صدی میں تقریباً آج سے ستر سال پہلے تقلید کے مسئلے میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے اور ہماری نئی نسل تقلید کے بارے میں تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا ضروری تھا کہ ایک مختصر کتاب اس موضوع پر مرتب ہو۔

اس کتاب کے پہلے باب میں تقلید کے بارے میں نص کے مطابق دلائل و براھین ہیں۔
دوسرے باب میں وہ نتائج و اثرات پیش کئے گئے ہیں جو اجتہادی فتاویٰ نے مرتب کئے ہیں۔
اور تیسرے باب میں ان اعتراضات کی مثالیں پیش کی گئی ہیں جو تقلید پر کئے جاتے ہیں اور زبانِ زدِعام ہیں۔

فرق یہ ہے کہ اصولی علماء کا موقف ہے کہ قرآن و حدیث میں تمام مسائل کا واضح حل موجود نہیں ہے لہذا فقیہ اجتہاد کے ذریعے اپنے مقلدین کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ شیعہ اسلامی موقف ہے کہ قیامت تک جن چیزوں کی انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے ان کا حل قرآن و احادیثِ معصومینؐ میں موجود ہے کیونکہ دین کامل ہے صرف محدث کو کتب دیکھنا پڑتی ہیں، لہذا نہ اصولی مجتھد کی ضرورت ہے نہ اجتہاد کی گنجائش ہے، اور امام قائمؑ حاضر و ناظر ہیں اور ہر وقت مؤمنین کی ھدایت کر رہے ہیں لہذا غیرِ معصوم کی ولایتِ فقیہ اور اسکی تقلید کی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

بہرحال اس دنیا میں دین میں کوئی زبردستی و کراھت نہیں، چاہے کوئی حق اختیار کرے یا باطل، یا دو کشتیوں پر منافق کی طرح سوار ہو کر فوراً ھلاکت اختیار کرے۔ مگر یہ اختیار صرف اور صرف امامِ قائمؑ کے ظہور سے پہلے پہلے ہے اس کے بعد صرف جزا و سزا ہے۔ اور نہ ہی قیامت کے دن عقیدہ بدلنے کا موقع ملے گا۔

ہمارا مقصد محض حق کی تبلیغ کرنا ہے جو حکم ہمیں مولا محمد مصطفٰیؐ نے غدیرِخم میں دیا ہے۔ ہمارا نصب العین کسی کو زبردستی قائل کرنا نہیں ہے اور نہ ہی ہم کر سکتے ہیں کیونکہ ھدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عطا کرے اور جسے نہ چاہے اسے محروم رکھے۔ اور یہ بھی عینِ عدل ہے کیونکہ جس نے عالمِ زر میں اپنے اختیار سے ولایتِ علیؑ کا اقرار نہیں کیا تھا وہ اس دنیا میں بھی اقرار ولایتِ الٰہیہ کا قائل نہیں ہوتا چاہے لاکھ کوششیں کی جائیں۔
اس مصروف دور میں اکثریت کے پاس مطالعہ کا وقت بہت کم ہوتا ہے اور لوگ ضخیم قسم کی کتب سے گریز کرتے ہیں لہذا ہم تقلید کے بارے میں شیعہ مؤقف بڑے اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

السید ابو محمد نقوی

باب ۱۔ دلائلِ تقلید

۱۔ رسول اللہؐ کا غدیرِ خم میں آخری اور اہم ترین اعلان

رسول اللہؐ نے غدیرِخم میں جو اعلان اللہ جل جلالہ کے حکم سے کیا وہ کوئی نیا اعلان نہیں تھا بلکہ وہی منشاء الہی تھی جس کا اعلان دعوتِ ذوالعشیرہ میں کیا جو سب سے پہلی دعوتِ اسلام تھی اور اس پیغام کا تکرار پوری ظاہری حیاتِ طیبہ میں کرتے رہے۔

مولا محمد مصطفٰیؐ نے غدیرِخم کے طویل خطبہ میں فرمایا:
ایھا الناس، قد بینت لکم مفزعکم بعدی وامامکم بعدی وولیکم و ھادیکم، وھو اخی علیؑ بن ابی طالبؑ و ھو فیکم بمنزلتی فیکم، فقلدوہ دینکم و اطیعوہ فی جمیع امورکم، فان عندہ جمیع ما علمنی اللہ من علمہ و حکمتہ فسلوہ و تعلموا منہ و من اوصیائہ بعدہ ولا تعلموھم ولا تتقدموھم ولا تخلفوا عنھم، فانھم مع الحق والحق معھم لا یزایلونہ ولا یزایلھم۔ (کتاب سُلیم بن قیس الھلالی، ص۲۰۰)

ترجمہ: اے لوگو! یقیناً میں نے تمہارے لئے واضح بیان کردیا میرے بعد تمہاری پناہ گاہ اور میرے بعد تمہارا امام اور تمہارا ولی اور تمہارا ھادی اور وہ میرا بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ ہے اور وہ تمہارے درمیان ہے تمہارے درمیان میری منزلت پر، پس تم اپنے دین میں اس کی تقلید کرو اور اپنے تمام تر امور میں اس کی اطاعت کرو، کیونکہ اس کے پاس وہ سب کچھ ہے جو اللہ نے اپنے علم اور اپنی حکمت سے مجھے تعلیم فرمایا، پس اسی سے سوال کرو اور اسی سے علم حاصل کرو اور اس کے بعد اس کے اوصیاءؑ سے اور تم انہیں پڑھانے کی کوشش نہ کرنا اور نہ تم ان سے قدم آگے بڑھانا اور نہ ہی ان سے پیچھے ہٹنا (یعنی چھوڑدینا)، کیونکہ یہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے، حق ان کو نہیں چھوڑ سکتا اور نہ یہ حق کو چھوڑیں گے۔

سلیم بن قیس ہجرت سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور ۷۶ ہجری میں وفات پائی، آئمہ طاہرینؑ کے صحابہ میں سے تھے اور ان کی اس کتاب کی پہلے چھ آئمہؑ نے تصدیق کی ہے۔ اور یہ کتاب ہماری کتبِ اربعہ سے بھی بہت پہلے لکھی گئی ہے۔

اس حکم میں واضح ہے کہ تقلید و اطاعت صرف زمانے کے امامِ معصومؑ کی ہو سکتی ہے، اور ہمارے زمانہ کے امامِ قائمؑ حاضر و ناظر ہیں جن کی اطاعت و تقلید کا ہمیں حکم ہے۔

یہ ایک مشرکانہ نظریہ پھیلایا گیا ہے کہ جو ہماری نظروں کے سامنے نہیں وہ ہدایت و راہنمائی کیسے کرے گا لہٰذا غیبتِ کبرٰی کے دور میں ہمیں اپنا ایک رہبر بنانا ہے۔ ایسے اعتراضات ہم انشاء اللہ والمولاؑ اس کتاب کے تیسرے جز میں بیان کریں گے۔

قال ابي جعفرؑ: قال الله عزوجل: لاعذبن كل رعية في الاسلام دانت بولاية كل امام جائر ليس من الله و ان كانت الرعية في اعمالها برة تقية، ولاعفون عن كل رعية دانت بولاية كل امام عادل من الله و ان كانت الرعية في اعمالها ظالمة مسيئة۔ (الغيبة۔ ص۱۳۱)

ترجمہ: امام باقرؑ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں ضرور ہر اس مسلمان رعیت کو عذاب دوں گا جس نے کسی ظالم امام جو اللہ کی طرف سے نہیں کی ولایت اختیار کی چاھے اس رعیت کے اعمال میں نیکیاں تقویٰ ہی کیوں نہ ہوں، اور میں ہر اس رعیت کو بخش دوں گا جس نے تمام عادل آئمہؑ کی ولایت اختیار کی جو اللہ کی طرف سے ہیں چاھے اس رعیت کے اعمال میں ظلم برائیاں ہی کیوں نہ ہوں۔

ظالم امام وہ ہوتا ہے جو خود ساختہ ہو اللہ نے اسے نہ بنایا ہو اور وہ اپنی ولایتِ فقیہ کا جال ڈال کر لوگوں سے اپنی تقلید کرواتا ہو، ایسے لوگ تہجد گذار بھی ہوں گے تو اللہ فرماتا ہے کہ ان کو نہیں بخشوں گا۔

۲۔ تقلید کا نشانِ حیدر اللہ کا عطا کردہ ہے

سورۃ الاسراء آیت ۱۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
و کل انسان الزمنہ طٰئرہ فی عنقہ ، و نخرج لہ یوم القیٰمة کتٰباً یلقہ منشورا ۔

ترجمہ: اور ہر انسان کی تقدیر ہم نے اس کی گردن میں لازم کر دی ہے اور یومِ قیامت ہم اس کیلئے ایک کتاب (نامۂ اعمال) نکالیں گے جسے وہ (اپنے سامنے) کھلا ہو پائے گا۔

تفسیر البرهان (جلد۴، ص۵۴۳) میں شیخ صدوق کی کتاب کمال الدین کے حوالے سے حدیث درج ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے (وکل انسان الزمنہ طٰئرہ فی عنقہ) کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد الولایة (ولایت) ہے۔

یعنی اللہ نے انسان (انسان ہونا شرط ہے) کو دینِ فطرت پر پیدا کیا اور اس کے گلے میں ولایتِ علیؑ کا نشانِ حیدر ڈال دیا۔ اور اسی لئے اگر وہ پوری زندگی اسی اللہ کے پہنائے ہوئے قلادۂ تقلیدِ معصومینؑ کو گلے میں سرِتسلیم خم کئے ہوئے ڈالے رکھے گا تو قیامت کے دن جب اپنا نامۂ اعمال دیکھے گا تو اس کے سرورق پر بھی" حُب علیؑ بن ابی طالبؑ " لکھا ہوا پائے گا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: مؤمن کے صحیفے (اعمال نامہ) کا عنوان" حُب علیؑ بن ابی طالبؑ " ہے۔ (بشارة المصطفٰی، ص۲۴۵)

اور جو عالمِ زر سے انکاری چلا آ رہا ہے وہ تو اللہ کے پہنائے ہوئے تقلیدِ معصومینؑ کے ہار (تمغے) کو اتار کر غیرِ معصوم کی تقلید کا طوق اپنے گلے میں ڈال لے گا جو ہلاکت کے پھندے کے سوا کچھ بھی نہیں۔
ہماری معتبر شیعہ کتاب وسائل الشیعة میں محمد الحر العاملی نے جلد۱۸ میں کتاب القضاء میں بہت سارے ابواب میں احادیث سے غیرِمعصوم کی تقلید اور اجتہاد کو باطل ثابت کیا ہے مثلاً اس میں دسویں باب کا نام" بَابُ عدمِ جوازِ تقلیدِ غیرِالمعصومؑ " ہے۔ اور چھٹے باب کا نام" باب عدم جواز القضاء والحکم بالرای والاجتہاد " ہے۔

۳۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

قال النبیؐ: اطلبوا العلم ولو بالصین، فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۰)

ترجمہ: نبی اکرمؐ نے فرمایا: علم حاصل کرو چاہے صین (نجف اشرف) سے، پس بیشک علم حاصل کرنا ہر مسلم پر فرض ہے۔

عن ابی عبد اللہؑ قال: طلب العلم فریضة فی کل حال۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۰)

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر حال میں فرض ہے۔

ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے، تو کیا یہ وہ علم ہے جو سکولوں کالجوں یا پنجاب یونیورسٹی یا علی گڑھ یونیورسٹی یا یورپ امریکہ کی کسی یونیورسٹی سے ملتا ہے۔ پھر پڑھے لکھے اور ان پڑھ ہر ایک پر چاہے غریب ہو یا امیر، خود کتابیں پڑھے یا سن کر، اگر اپنے علاقے میں نہ ملے تو نجف اشرف جا کر اس علم کو حاصل کرے۔ تو واضح ثابت ہو گیا کہ یہ دین کا علم ہے جس کیلئے کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔

مقلد کالانعام بن کر غیرِمعصوم ملاں کی اندھی تقلید کرنا صنعتِ ابلیس ہے۔ ہر مؤمن شیعہ کو علم خود حاصل کرنا پڑے گا، اسی لئے مولا علی رضاؑ نے فرمایا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہر مؤمن محدث ہو۔ (عیون اخبارِ رضاؑ)
محدث کے معنی معصومینؑ کی حدیثیں بیان کرنے والا۔

۴۔ چھوٹا سا فیصلہ بھی قرآن و سنت کے عین مطابق ہونا چاہیئے

سمعت ابا عبد اللهؑ يقول: من حكم في درهمين بغير ما انزل الله فهو كافر بالله العظيم۔ (وسائل الشيعة، ج١٨، ص٣٢٢)

ترجمہ: مولا جعفر صادق نے فرمایا: جس نے اللہ کے نازل کردہ کے بغیر دو درھموں کے متعلق بھی فیصلہ کیا تو وہ اللہ عظیم کا منکر ہے۔
اور قرآن حکیم میں بھی سورۃ مائدہ کی آیات نمبر ۴۴، ۴۵، اور ۴۷ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہ کافر اور ظالم اور فاسق ہے۔

اگر کسی کے پاس بہت زیادہ علمِ دین بھی ہو پھر بھی وہ اپنے ظنِ اجتہادی سے فتوٰی نہیں دے سکتا، چاہے دو درھموں کا معمولی سا جھگڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ہر مسئلے کا حل صرف اور صرف قرآن یا حدیثِ معصومؑ کے مطابق ہونا لازمی ہے۔

سورة بن كليب قال: قلت لابي عبداللهؑ : باي شي يفتي الامام؟ قال: بالكتاب۔ قال: قلت: فمالم يكن في الكتاب؟ قال: بالسنة۔ قلت: فمالم يكن في الكتاب والسنة؟ قال: ليس شيء الا في الكتاب والسنة۔ قال: فكررت مرة او اثنتين۔ قال: يسدد و يوفق، فاما ما تظن فلا۔ (بصائر الدرجات۔ ج٢، ص ٢٤٤)

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ سے سورت بن کلیب نے پوچھا: امام کس چیز سے فتوی صادر فرماتے ہیں؟ فرمایا: کتاب (قرآن) سے۔ اس نے پوچھا: اگر وہ کتاب میں نہ ہو؟ فرمایا: سنت (رسولؐ) سے۔ اس نے پوچھا: اگر وہ کتاب و سنت میں نہ ہو؟ فرمایا: کوئی شئ نہیں مگر وہ کتاب و سنت میں موجود ہے۔ پھر اس کو ایک دو دفعہ دہرایا اور فرمایا: اس پر پکے ہو جاؤ اور مان لو، اور جو تمہارا ظن ہے کچھ نہیں۔

مولاؑ نے واضح کر دیا کہ ہر شئ کا حل قرآن و سنتِ معصومینؑ میں موجود ہے، مگر تلاش کرنا پڑتا ہے۔

۵۔ رائے، قیاس، ظن، اجتہاد، استنباط، منطق و فلسفہ کے تحت عقلی دلائل

عن علیؑ فی حدیث الاربعمائة قال: علموا صبیانکم من علمنا: ما ینفعهم الله بہ، لا تغلب علیهم المرجئة برایها، ولا تقیسوا الدین، فان من الدین ما لا یقاس، و سیاتی اقوام یقیسون فهم اعداء الدین، و اول من قاس ابلیس، ایاکم و الجدال، فانہ یورث الشک، ومن تخلف عنا هلک۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۷)

ترجمہ: مولا علیؑ نے فرمایا: اپنے بچوں کو ہمارا علم تعلیم دو، اللہ ان کو اس سے یہ فائدہ دے گا کہ ان پر مرجئی اپنی رائے سے غالب نہیں آ سکیں گے، اور دین میں قیاس نہ کرو کیونکہ بیشک جو دین میں ہے وہ قیاس نہیں ہے، اور عنقریب ایسی قومیں آئیں گی جو قیاس کریں گی پس وہ دین کے دشمن ہیں، اور پہلا جس نے قیاس کیا وہ ابلیس ہے، جھگڑے سے خبردار رہنا کیونکہ وہ شک پیدا کرتا ہے، اور جس نے ہمیں چھوڑا وہ ھلاک ہو گیا۔

شیطان جہالت کا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے کہ نام نہاد دین کا من گھڑت علم (فلسفہ، منطق، دلیلِ عقلی، علم الاصول، علم الرجال، اجماع) جامع الشرائط ملاں کے پاس ہو اور باقی لوگ اس کے جانوروں کی طرح محتاج ہوں۔ جبکہ مولاؑ چاہتے ہیں کہ بچوں کو معصومینؑ کا علم تعلیم کرو تاکہ باطل عقاید والے مسالک کے لوگ ان پر قابو نہ پا سکیں۔ اور سب سے پہلے قیاس سے اجتہاد ابلیس نے کیا تھا۔ بحث و مناظرے کے جھگڑوں سے مولاؑ اس لئے خبردار کر رہے ہیں کہ اگر یہ قرآن و حدیث کے علم کے بغیر کئے جائیں تو شکوک جنم لیتے ہیں، لہذا بحث میں اگر اقوال معصومینؑ پیش کئے جائیں تو انسان ھلاک نہیں ہوتا۔

جب اصولی علماء نے برادرانِ عامہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے دین میں غیر مسلم یونانی فلسفہ و منطق کو داخل کر لیا اور دین کو نامکمل سمجھتے ہوئے دلائل عقلی سے قیاسی فتاوٰی کا سلسلہ شروع کر دیا تو شیعہ علماء نے مخالفت کی اور انہوں نے قرآن و حدیث میں بھی اس کی مذمت دیکھی تو انہوں نے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کیلئے الفاظ کا کھیل کھیلا اور کہا کہ ہم فتوٰی رائے اور قیاس سے نہیں دیتے بلکہ منطقی دلائل سے ظنِ اجتہادی کے ذریعے استنباط کرتے ہیں۔ حالانکہ ہر ذی شعور جانتا ہے کہ یہ سب لفظوں کا ہیر پھیر ہے، رائے، قیاس، ظن، اجتہاد سب کا مطلب ایک ہی ہے۔

قال رسول اللہؐ: ایاکم و الظن، فان الظن اکذب الکذب۔ (وسائل الشیعة، ج١٨، ص٣٢٥)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا: تم ظن سے خبردار رہنا، کیونکہ بیشک ظن جھوٹ سے بڑا جھوٹ ہے۔

مزید برآں اصولی ملاؤں نے اپنی ملی بھگت کیلئے اجماع کو بھی شامل کر لیا۔

۶۔ رائے سے فتوٰی درست بھی ہو تو ثواب نہیں ہے

عن ابی بصیر قال: قلت لابی جعفرؑ: ترد علینا اشیاء لا نجدھا فی الکتاب و السنة فنقول فیھا براینا، فقال: اما انک ان اصبت لم توجر، وان اخطات کذبت علی اللہ۔ (وسائل الشیعة، ج١٨، ص٣٣١)

ترجمہ: ابو بصیر نے کہا کہ میں نے مولا محمد باقرؑ سے پوچھا: ہمارے سامنے کچھ چیزیں آتی ہیں کہ ہم ان کو قرآن و سنت میں تلاش نہیں کر پاتے تو ہم اس بارے میں اپنے رائے سے کہیں؟ تو امامؑ نے فرمایا: بیشک اگر تم صحیح نتیجے پر پہنچ بھی جاؤ تو تمہیں اجر نہیں ملے گا اور اگر تم نے خطا کر دی تو تم نے اللہ پر جھوٹ بولا۔

یہ سراسر شیطانی امیدیں ہیں کہ اگر خطائے اجتہادی ہو گئی تو اکہرا ثواب ملے گا اور اگر فتوٰی صحیح نکلا تو مجتہد کو دہرا ثواب ملے گا۔ سب جانتے ہیں کہ یہ سبق شام کے غاصب حکمران سے لیا گیا ہے۔

۷۔ علم صرف وہی ہے جو معصومینؑ نے فرمایا ہے، اسکے علاوہ شر اور باطل ہے

قال ابو جعفرؑ: شرقا و غربا فلا تجدان علماً صحیحاً الا شیئاً خرج من عندنا اهل البیتؑ۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۷)

ترجمہ: امام محمد باقرؑ نے فرمایا: مشرق و مغرب میں تم کوئی صحیح علم نہیں پاؤ گے سوائے اس چیز کے جو ہم اهلِ بیتؑ سے جاری ہو۔

لہذا رائے، قیاس، ظنِ اجتہادی، منطقی استنباط وغیرہ سے حاصل کئے گئے نتائج صحیح علم نہیں اور نہ ہی ان کی کوئی اسلامی حیثیت ہے۔

عن امیرالمؤمنینؑ: الاسلام هو التسلیم، ان المؤمن اخذ دینہ عن ربہ، ولم یاخذه عن رایہ۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۸)

ترجمہ: مولا علیؑ نے فرمایا: اسلام مکمل اطاعت ہے، بیشک مؤمن اپنا دین اپنے رب سے لیتا ہے اور اسے اپنی رائے سے اخذ نہیں کرتا۔

قال ابو عبد اللهؑ: اما انہ شر علیکم ان تقولوا بشئ ما لم تسمعوه منا۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۴۰)

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بیشک یہ تم پر گناه ہے کہ تم کچھ کہو جو تم نے ہم سے نہ سنی ہو۔

سمعت ابا جعفرؑ یقول: کل ما لم یخرج من هذا البیت فهو باطل۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۴۱)

ترجمہ: امام باقرؑ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا: ہر چیز جو اِس گھر سے نہیں نکلی وه باطل ہے۔

لہذا قرآن و حدیث کے علاوه جو بھی فتوے دیئے جائیں گے وه شر اور باطل ہوں گے۔

۸۔ جو بات کہو اس کا حوالہ ضرور دو

قال امیر المؤمنینؑ: اذا حدثتم بحدیث فاسندوہ الی الذی حدثکم، فان کان حقاً فلکم، وان کان کذباً فعلیہ۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۴۴)

مولا علیؑ نے فرمایا: جب تم کوئی بات کہو تو بات کہنے والے کا حوالہ دے دو، کیونکہ اگر وہ سچی بات ہے تو تمہارے لئے (اجر) ہے اور اگر وہ جھوٹی بات ہے تو اُس (کہنے والے پر سزا) ہے۔

بڑی سادہ اور واضح بات ہے کہ اگر کسی اصولی مجتهد کا دعوٰی ہے کہ اس کا فتوٰی قرآن و سنت کے مطابق ہے تو وہ آیت یا حدیث بیان کر دو پھر فتوے کے چکر میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

۹۔ انسانی منطق اور ظن و قیاس پر مبنی اجتہاد دین کے مسائل حل نہیں کر سکتے

قال جعفرؑ بن محمدؑ لابی حنیفة: اتق الله، ولا تقس فی الدین برایک، فان اول من قاس ابلیس، یا ابا حنیفة ایما ارجس؟ البول؟ او الجنابة؟ فقال: البول، فقال: فما بال الناس یغتسلون من الجنابة، ولا یغتسلون من البول؟ ویحک ایهما اعظم؟ قتل النفس؟ او الزنا؟ قال: قتل النفس، قال: فان الله قد قبل فی قتل النفس شاهدین، ولم یقبل فی الزنا الا اربعة، ثم ایهما اعظم؟ الصلاة؟ ام الصوم؟ قال: الصلاة، قال: فما بال الحائض تقضی الصیام ولا تقضی الصلاة فکیف یقوم لک القیاس فاتق الله، ولا تقس۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۸، ۳۲۹)

ترجمہ: مولا جعفر صادقؑ نے ابو حنیفہ سے فرمایا: الله سے ڈرو اور دین میں اپنی رائے سے قیاس نہ کرو، کیونکہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا ابلیس ہے، اے ابو حنیفہ زیادہ نجس کیا ہے پیشاب یا جنابت؟ تو اس نے کہا پیشاب۔ تو فرمایا کہ پھر لوگوں کو کیا ہے کہ وہ جنابت میں غسل کرتے ہیں اور پیشاب کے بعد غسل نہیں کرتے؟ تیرا بُرا ہو کونسا بڑا گناہ ہے کسی شخص کو قتل کرنا یا زنا کرنا؟ اس نے کہا کہ قتلِ نفس۔ فرمایا کہ بیشک الله قتلِ نفس میں دو گواہ قبول کرتا ہے مگر زنا میں قبول نہیں کرتا مگر چار کے، پھر بتا کونسی چیز بڑی ہے صلاۃ یا صوم؟ اس نے کہا صلاۃ۔ فرمایا حائض عورت کو کیا ہے کہ وہ صوم کی قضا تو کرتی ہے مگر صلاۃ کی قضا نہیں کرتی، تو تمہارے لئے قیاس کیسے ثابت ہو گیا لہذا الله سے ڈرو اور قیاس (اجتہاد) نہ کرو۔

یہ طویل حدیث یہاں مختصراً بیان ہوئی ہے مگر عقل والوں کیلئے تقلید و اجتہاد کو جڑوں سے اکھاڑ کر پھینک دیتی ہے۔ کیونکہ اجتہاد سے تو یہی نتیجہ نکلے گا کہ پیشاب منی سے زیادہ نجس ہے لہٰذا پیشاب کے بعد غسل کرو، قتل زنا سے بڑا جرم ہے لہٰذا قتل کے زیادہ گواہ ہونے چاہئیں، صلاۃ صوم سے افضل عبادت ہے لہٰذا حائضہ عورتوں کو صلاۃ کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ لیکن دین اجتہاد کے بالکل برعکس ہے۔

۱۰۔ معصومینؑ ہی مراجع ہیں جن سے سوال کیا جاتا ہے، اسکا منکر مشرک ہے۔

عن ابی جعفرؑ قال: ان من عندنا یزعمون ان قول اللہ (فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون) انھم الیھود والنصاری قال: اذن یدعوکم الی دینھم، ثم قال: بیدہ الی صدرہ: نحن اھل الذکر، و نحن المسئولون۔ (وسائل الشیعۃ، ج۱۸، ص۳۳۷)

ترجمہ: مولا محمد باقرؑ نے فرمایا: بیشک ہمارے پاس ایسے لوگ ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ اللہ کے قول (پس اہلِ ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے) سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ فرمایا تب تو وہ تمہیں اپنے دین کی طرف دعوت دیں گے، پھر اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کرفرمایا کہ ہم اھلِ ذکر ہیں اور ہم ہی سے سوال کئے جاتے ہیں۔

اللہ کے دین سے دشمنی مسلسل چلی آ رہی ہے معصومینؑ کی ظاہری حیات میں کہتے تھے کہ اھلِ ذکر سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں، اب کہتے ہیں کہ اس سے مراد اصولی علماء ہیں !

واضح حدیث ہے کہ اپنے ہر مسئلے کا حل قرآن اور اقوالِ معصومینؑ میں تلاش کرو، اگر خود نہیں کر سکتے تو مقامی محدث کی مدد سے کرو، لیکن سمندر پار خودساختہ مراجع کی ہرگز اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

عن ابی عبد اللہؑ قال: امر الناس بمعرفتنا والرد الینا والتسلیم لنا، ثم قال: وان صاموا وصلوا وشھدوا ان لا الہ الا اللہ و جعلوا فی انفسھم ان لا یردوا الینا کانوا بذلک مشرکین۔ (وسائل الشیعۃ، ج۱۸، ص۳۳۹)

ترجمہ: مولا جعفر صادقؑ نے فرمایا: لوگوں کو ہماری معرفت اور ہماری طرف معاملات پلٹانے (رجوع) اور ہمارے لئے سرِتسلیم خم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

پھر فرمایا: اور اگر وہ روزے رکھیں اور نمازیں پڑھیں اور گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں مگر اپنے دلوں میں یہ طے کر لیں کہ ہماری طرف نہیں پلٹیں (رجوع کریں) گے تو وہ اس کی وجہ سے مشرکین ہو جائیں گے۔

ظاہر ہے جو معصومؑ کو چھوڑ کر غیرِمعصوم کو اپنا مرجع بنا لے اور پھر اسے معصومینؑ کے القابات بھی دے دے تو مشرک ہی ہو گا۔

۱۱۔ انسانوں کی قسمیں

عن ابی عبد اللہؑ قال: یغدو الناس علی ثلاثۃ اصناف عالم، و متعلم، و غثاء، فنحن العلماء، و شیعتنا المتعلمون و سائر الناس غثاء۔ (وسائل الشیعۃ، ج۱۸، ص۳۳۹)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: انسان تین صنفوں (قسموں) میں تقسیم ہیں: عالم اور طالبعلم اور کوڑا کرکٹ۔ پس ہم علماء ہیں اور ہمارے شیعہ طالبعلم ہیں اور باقی لوگ ناکارہ چیزوں کا ڈھیر ہیں۔

اس کے برعکس اور اس کے مقابلے میں اصولی علماء نے اپنی جماعت بندی وضع کی ہے کہ انسان کی دو ہی قسمیں ہیں یا تو وہ اصولی مجتھد ہوتا ہے یا اس کا مقلد ہو گا۔ جبکہ معصومینؑ کے مطابق تمام انسان بشمولِ دینی علماء سب ان کے محتاج اور طالبعلم ہیں۔

۱۲۔ قرآنِ حکیم کسوٹی ہے، آیات و احادیث ایک دوسرے کیلئے لازمُ ملزوم ہیں

خطب النبیؐ بمنی: ایھا الناس ما جاءکم عنی یوافق کتاب اللہ فانا قلتہ، وما جاءکم یخالف کتاب اللہ فلم اقلہ۔ (وسائل الشیعۃ، ج۱۸، ص۳۵۷)

ترجمہ: نبی اکرمؐ نے منیٰ میں خطبہ میں فرمایا: اے لوگو جو کچھ تمہارے پاس میری طرف سے آئے جو قرآن سے موافقت رکھتا ہو تو بیشک اسے میں نے کہا ہے اور جو کچھ تمہارے پاس آئے جو قرآن کے مخالف ہو تو میں نے اسے نہیں کہا۔

سمعت ابا عبد اللہؑ یقول: کل شئ مردود الی الکتاب والسنۃ و کل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف۔ (تفسیر البرھان، ج۱، ص۷۳)

ترجمہ: سنا کہ امام جعفر صادقؑ فرما رہے تھے کہ ہر شیٔ کو قرآن و سنت کی طرف پلٹایا جائے (یعنی ان سے پرکھا جائے گا) اور ہر حدیث جو قرآن کے موافق نہیں ہے وہ ملمع چڑھی ہوئی ہے۔

قال رسول اللہؐ: انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و علیؑ بن ابی طالبؑ و علیؑ افضل لکم من کتاب اللہ لانہ مترجم لکم عن کتاب اللہ۔ (تفسیر البرھان، ج۱، ص۳۳)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا: بیشک میں تمہارے درمیان دو اہم ترین چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب اور علیؑ بن ابی طالبؑ اور علیؑ تمہارے لئے اللہ کی کتاب سے افضل ہیں کیونکہ وہ تمہارے لئے اللہ کی کتاب کے ترجمان ہیں۔

وعن امیرالمؤمنینؑ قال: ھذا کتاب اللہ الصامت، وانا کتاب اللہ الناطق۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۲۳)

ترجمہ: مولا علیؑ نے فرمایا: یہ (قرآن) اللہ کی خاموش کتاب ہے اور میں اللہ کی بولتی ہوئی کتاب ہوں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ انسان ہر معاملے کا حل قرآن اور احادیث سے لے گا، ان احادیث پر عمل کیا جائے گا جو قرآن سے مطابقت رکھتی ہیں اور قرآن کا ترجمہ، مطالب، تنزیل، تفسیر، اور تاویل معصومینؑ کی احادیث کے مطابق ہوں گے۔ معصومینؑ قرآن سے افضل ہیں کیونکہ وہ قرآنِ ناطق ہیں۔

۱۳۔ ولایتِ فقیہ کی اسلامی حیثیت

قال ابو عبد اللہؑ: ایاک والرئاسة فما طلبھا احد الا ھلک، فقلت: قد ھلکنا اذا لیس احد منا الا وھو یحب ان یذکر و یقصد ویوخذ عنہ، فقال: لیس حیث تذھب، انما ذلک ان تنصب رجلاً دون الحجة فتصدقہ فی کل ما قال، و تدعو الناس الی قولہ۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۶۶)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تم ریاست (حکمرانی و سیاست) سے خبردار رہنا (بچنا) جس کسی نے بھی اس کی خواہش کی ھلاک ہو گیا۔ سفیان بن خالد نے عرض کیا: یقیناً ہم تو ھلاک ہو گئے کیونکہ ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں جو پسند نہ کرتا ہو کہ اس کا نام ہو اور بچت کا قصد کرے اور اس سے فائدہ اخذ کرے۔ تو فرمایا: وہ مطلب نہیں جس طرف تم گئے ہو، صرف وہ یہ ہے کہ

کسی آدمی کو جو حجتِ الہیؑ کے علاوہ ہو تم (بطور رہبر) نصب کر لو پھر جو وہ کہے اسکی تصدیق کرو (مانے جاؤ) اور تم لوگوں کو بھی اس کے قول (فتوے) کی طرف بلاؤ۔

سمعت ابا جعفرؑ یقول: کل رایة ترفع قبل قیام القائمؑ صاحبها طاغوت۔ (الغیبة، ص۱۱۵)

ترجمہ: امام باقرؑ نے فرمایا: ہر جھنڈا (انقلاب) جو امام قائمؑ کے قیام سے پہلے اٹھے گا اس کے اٹھانے والے طاغوت ہوں گے۔

یہ ہماری معتبر کتاب الغیبة ہے جو دس صدیوں سے بھی زیادہ پرانی ہے۔ معصومینؑ نے شیعوں کو سیاست کرنے، حکومت بنانے، امام و رہبر بنانے اور پھر اس خود ساختہ رہبر کی ہر بات پر لبیک کہنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۴۔ قرآن و احادیث میں ہر شئ کا حل موجود ہے

سورة بن كليب قال: قلت لابي عبدالله ع: باي شي يفتي الامام؟ قال: بالكتاب. قال: قلت: فمالم يكن في الكتاب؟ قال: بالسنة. قلت: فمالم يكن في الكتاب والسنة؟ قال: ليس شيء الا في الكتاب والسنة. قال: فكررت مرة او اثنتين. قال: يسدد و يوفق، فاما ما تظن فلا. (بصائر الدرجات. ج۲، ص ۲۴۴)

امام جعفر صادقؑ سے سورت بن کلیب نے پوچھا: امام کس چیز سے فتوی صادر فرماتے ہیں؟ فرمایا: کتاب (قرآن) سے۔ اس نے پوچھا: اگر وہ کتاب میں نہ ہو؟ فرمایا: سنت (رسولؐ) سے۔ اس نے پوچھا: اگر وہ کتاب و سنت میں نہ ہو؟ فرمایا: کوئی شئ نہیں مگر وہ کتاب و سنت میں موجود ہے۔ پھر اس کو ایک دو دفعہ دہرایا اور فرمایا: اس پر پکے ہو جاؤ اور مان لو، اور جو تمہارا ظن ہے کچھ نہیں۔

قرآن کلام اللہ ہے اور ہمارا الحمد للہ اس کے دعوٰی پر مکمل یقین ہے کہ اس میں ہر خشک وتر، ہر چھوٹی بڑی چیز، ہر چیز کی تفصیل اور اس میں اللہ نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ (سورة انعام آیت ۵۹،۳۸، سورة سبا آیت۳)

۱۵. غیراللہ کی عبادت کیسے ہوتی ہے

عن ابی بصیر، عن ابی عبد اللهؑ قال: قلت لہ: (اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله)، فقال: اما والله ما دعوهم الی عبادة انفسهم، ولو دعوهم ما اجابوهم، ولكن احلوا لهم حراماً و حرموا عليهم حلالاً فعبدوهم من حيث لا يشعرون۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۶۴)

ترجمہ: ابو بصیر نے امام جعفر صادقؑ سے (انہوں نے اپنےرابیوں اور راھبوں کو اللہ کے علاوہ رب بنا لیا تھا) کے بارے پوچھا، تو فرمایا: اللہ کی قسم انہوں نے ان کو اپنی ذات کی عبادت کرنے کی دعوت نہیں دی تھی، اور اگر وہ ان کو دعوت دیتے بھی تو وہ قبول نہ کرتے بلکہ انہوں نے ان کیلئے حرام کو حلال کر دیا اور حلال کو ان پر حرام کر دیا، پس وہ ان کی عبادت کرتے تھے جس کا انہیں کہیں سے شعور نہیں تھا۔

اصولی علماء کے ہاں حلال حرام ایک طرح کا آنکھ مچولی کا کھیل بن چکا ہے اور مقلدین اسے بلا چوں و چراں تسلیم کرکے ان کی لاشعوری عبادت کر رہے ہیں جو شرک اور گناہِ عظیم ہے۔ اس کی مثالیں کتاب کے دوسرے حصے میں پیش ہوں گی۔

۱۶۔ غیرِ معصوم کی تقلید کی کھوکھلی بنیاد

سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، تمسخر اڑانا مقصود نہیں مگر ہم نے متعدد اصولی علماء سے اس حدیثِ تقلید کا حوالہ پوچھا جو ان کے مسلک کی بنیاد ہے کوئی بھی جواب نہ دے سکا سوائے اس کے کہ رسالۂ عملیہ میں لکھا ہے اصل حوالہ پوچھ کر بتائیں گے !

دراصل بددیانتی اوپر سے شروع ہوئی۔ حدیث پانچ صفحات پر مشتمل تھی اس میں سے صرف تین سطریں لے کر پیش کر دیں اور حوالے کو عام نہ کیا کیونکہ اگر کوئی خود وہ طویل حدیث پڑھ لے گا تو غیر معصوم کی تقلید نہیں کرے گا۔ یہ حدیث علامہ طبرسی کی کتاب الاحتجاج جلد۲، صفحہ ۵۰۸ تا ۵۱۳ پر منقول ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہر انسان خود اسے پڑھے۔

دوسری بددیانتی یہ کی گئی کہ اس حدیث کو اصولی علماء مانتے ہی نہیں جس میں سے تین سطریں لے کر اپنے مسلک کی بنیاد رکھی۔ اصولی علماء کے

نزدیک یہ حدیث اصول و فروع دونوں میں قابل اعتماد نہیں کیونکہ یہ حدیث ان کی اپنی من گھڑت احادیث کی اقسام میں سے خبر واحد اور مرسل حدیث ہے اس کی اسناد مشکوک ہیں اور متن حدیث ضعیف ہے، اور بہت سارے اعتراضات ہیں۔

تیسری بددیانتی یہ کی کہ جو تین سطریں لیں ان کا بھی ترجمہ مرضی سے اپنی منشاء کے مطابق کرکے مقلدین کی آنکھوں میں دھول جھونک دی۔
جن تین سطروں سے عوام کو گمراہ کیا وہ یہ ہیں:
فاما من کان من الفقهاء صائنا لنفسہ، حافظا لدینہ مخالفا علی هواہ، مطیعا لامر مولاہ، فللعوام ان یقلدوہ۔
ترجمہ: پس جو فقھاء میں سے اپنے نفس کو بچانے والا ہو، اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو، اپنی خواہشات کا مخالف ہو، اپنے مولاؑ کے حکم کا مطیع ہو تو عوام کو چاہیئے کہ اس (بیان کردہ حدیث) کی تقلید کریں۔

ذرا غور کریں یہ سب اصولی مجتھد کے خلاف ہے: جو نفس کی حفاظت کرے گا وہ خود کو آیت اللہ العظمیٰ نہیں کہلوائے گا کیونکہ یہ معصومینؑ کا لقب ہے، جو دین کی حفاظت کرے گا وہ ابو حنیفہ کو علم الاصول اور یونانی فلسفہ منطق دین میں شامل نہیں کرے گا، جو خواہشات کا مخالف ہو گا وہ ظن و قیاس سے دور رہے گا، جو مولاؑ کے حکم کو مطیع ہوگا وہ اجتہاد نہیں کرے گا بلکہ وہ مولاؑ کی حدیث بیان کرے گا جس کی تقلید کرنی پڑے گی۔

دوسری حدیث جو اصولی علماء نے عوام کو دام میں لانے کیلئے پیش کی وہ یہ ہے کہ امام قائمؑ نے اپنی توقیع مبارک میں لکھا:
واما الحوادث الواقعة فارجعوا فیها الی رواة حدیثنا، فانهم حجتی علیکم و انا حجة اللہ ۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۷۰)

ترجمہ: اور اگر حادثات واقع ہو جائیں تو ہماری احادیث بیان کرنے والوں کی طرف رجوع کرنا کیونکہ وہ تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔

مشہورِ زمانہ اصولی مجتھد باقر الصدر کے مطابق محدث (احادیث روایت کرنے والے) کم عقل ہوتے ہیں اگر ان میں عقل ہوتی تو اجتہاد کرکے مجتھد بن جاتے۔ اس حدیث میں امامؑ تو احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ چور مچائے شور چور چور، اصولی مجتھدوں کی طرف رجوع کرنے کا کہاں سے مطلب نکال لیا ؟ جنھوں نے دین میں ظنِ اجتہادی کا

حادثہ کیا، کیا حادثے کے بعد عوام انہیں کے پاس جائے! الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے!

سمعت ابا عبد اللہؑ یقول: اعرفوا منازل الناس علی قدر روایاتھم عنا۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۷۰)

ترجمہ: مولا جعفر صادقؑ نے فرمایا: لوگوں کے درجات اس سے پہچانو کہ انہوں نے ہم سے کس قدر احادیث روایت کی ہیں۔

اصولی علماء احادیث کے راویوں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں اور مولاؑ فرماتے ہیں کہ جتنی کوئی ہماری احادیث بیان کرے گا اتنا ہی اسکا درجہ بلند ہو گا۔

سمعت الرضاؑ یقول: رحم اللہ عبداً احیا امرنا، قلت: و کیف یحیی امرکم؟ قال: یتعلم علومنا و یعلمھا الناس الحدیث۔ (وسائل الشیعة، ج۱۸، ص۳۷۱)

ترجمہ: مولا علی رضاؑ نے فرمایا: اللہ اس بندے پر رحم کرے جو ہمارا امر زندہ کرے۔ عبد السلام الھروی نے پوچھا: آپ کا امر کیسے زندہ کرے؟ فرمایا: ہمارے علوم کی تعلیم حاصل کرے اور لوگوں کو حدیث کی تعلیم دے۔

امام رضاؑ نے اپنے علوم اور حدیث کی تعلیم پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ غیر مسلم یونانی منطق و فلسفہ اور ابو حنیفہ کو علم الاصول و اجتہاد کو تو صرف اصولی علماء نے دین میں داخل کیا ہے۔

اصولی علماء غلط بیانی اور تحریف سے ہرگز گریز نہیں کرتے، ابان بن تغلب کو مجتہد بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جبکہ وسائل الشیعة جلد ۱۸، صفحہ ۳۷۴ پر امام جعفر صادقؑ کا فرمان درج ہے کہ انہوں نے مسلم بن ابی حیة سے فرمایا کہ ابان نے مجھ سے بہت زیادہ احادیث سنی ہیں جو وہ تم سے بیان کرے گا تو ہم سے ہی روایت کرے گا۔

مزید تسلی کیلئے وسائل الشیعة جلد ۱۸، کتاب القضاء، صفحہ ۳۳۱ سے ۳۳۴ تک اجتہاد کی رد میں مولا علیؑ کی طویل حدیث کا مطالعہ فرما لیں۔

۱۷. اللہ کے مکمل دین میں اجتہاد کے پیوند کی گنجائش نہیں

اصولی مجتہد باقر الصدر کی کتاب علم الاصول پڑھ لیں، ان کا دعوٰی ہے کہ قرآن و سنت میں قوانینِ شریعت محدود ہیں لہٰذا قانون سازی کا حق علماء کو ہے جو اجتہاد کے ذریعے قوانین وضع کرتے ہیں (علم الاصول، ص۱۱، ۱۲، ۵۰، ۶۰، ۱۲۷)

اللہ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کے برعکس دعوٰی کیا ہے جو حق ہے کہ اس نے کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ (سابقہ صفحات میں حوالہ موجود ہے) اور آئمۂ معصومینؑ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس کی امت کو قیامت تک ضرورت ہو سکتی ہے مگر یہ کہ اسے اپنی کتاب میں بیان کر دیا اور اس کی تفصیل اپنے رسولؐ کو بتا دی اور ہر چیز کی حد مقرر کر دی اور اس کا ثبوت بھی قائم کر دیا۔ (بصائر الدرجات، ج۱، ص ۲۳)

امام علی رضاؑ نے فرمایا: ہر چیز جس کی امت کو ضرورت ہے بیان کر دی گئی ہے، اور کوئی شخص جو سمجھے کہ اللہ نے اپنا دین مکمل نہیں کیا وہ کتاب کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ (امالی شیخ صدوق، ج۲، ص۶۸۱، معانی الاخبار، ج۱، ص۱۳۸)

ابھی وقت ہے کہ لوگ غیرِمعصوم کی تقلید کا پھندا گلے سے اتار پھینکیں اور اجتہاد کے جال سے نکل آئیں اور ولایتِ معصومینؑ کا ہار گلے میں سجا لیں۔ ورنہ قیامت کے دن پیشواؤں پر تبرا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا جس کا ذکر اللہ نے سورۃ بقرہ کی آیات نمبر ۱۶۵ سے ۱۶۷ میں کیا ہے۔

باب ۲: اجتہادی فتاوٰی کے اثرات

اصولی اجتہاد کے جو اثرات مرتب ہو رہے ہیں قابل توجہ ہیں۔ اس موضوع پر ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے مگر ہم صرف چند ایک مثالیں پیش کریں گے تاکہ شیعہ موقف واضح ہو جائے، باقی ہر ایک کا ذاتی فرض ہے کہ حق و باطل کی تمیز کرے اور اپنی اگلی نسل کو ھلاکت سے بچائے۔

ابلیس نے ناصح بن کر جھوٹی قسم اٹھا کر حضرت آدمؑ سے ترکِ اولیٰ کروایا تھا، اسی طرح اگر کوئی ملاں عوام کو گمراہ کرنا چاہے گا تو یہ نہیں کہے گا کہ اس کے فتوے شیطانی ہیں بلکہ وہ آپ کا بڑا ہمدرد بنے گا اور کہے گا کہ میرے فتووں پر عمل کرو تو آخرت میں بھی میں تمہارا ذمہ اٹھاتا ہوں۔

۱۔ محرم عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

سورۃ النساء آیت نمبر۲۳ میں اللہ کو واضح حکم ہے:
تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائی کی بیٹیاں اور تمہاری بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنھوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری رضاعی بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں **(ساسیں)** اور تمہاری گود میں پرورش پانے والی لڑکیاں جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم نے دخول کر لیا ہو، پس اگر تم نے ان سے دخول نہ کیا ہو تو (ان کی ماؤں کو چھوڑ کر ان سے نکاح کرنے میں) تم پر کوئی الزام نہیں، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہارے صلب سے ہیں، اور یہ کہ تم دو بہنوں کو (بیک وقت نکاح میں) جمع کرو مگر جو پہلے ہو چکا؛ بیشک اللہ غفور و رحیم ہے۔

عبد اللہ بن حنظلۃ ـ غسیل الملائکۃ ـ قال: واللہ ما خرجنا علی یزید حتیٰ خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء، ان کان رجلا ینکح امہات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر و یدع الصلاۃ۔ (الصوائق المحرقۃ، ص۳۳۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن حنظلۃ (غسیل الملائکہ) نے کہا: اللہ کی قسم ہم نے یزید کے خلاف خروج کیا جب ہمیں خوف لاحق ہوا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسیں گے کیونکہ وہ ایسا شخص تھا جو ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا تھا اور شراب پیتا تھا اور نماز کو دفع کرتا تھا۔

اصولی مجتہد علی محمد مجتہد ابراهیم کا شاگرد تھا۔ ابراھیم کی دو بیویاں تھیں۔ علی محمد نے ابراھیم کی بیٹی سے شادی کی ہوئی تھی۔ جب ابراھیم وفات پا گیا تو علی محمد نے سسر کی دوسری بیوی سے بھی شادی کرلی یعنی اپنی بیوی کی سوتیلی ماں سے شادی کی، جو علی محمد کی سوتیلی ساس لگتی تھی جس کو وہ پہلے امی کہہ کر پکارتا تھا۔ (قصص العلماء، ص۱۹)

ایک اور اصولی مجتہد علی نے مجتہد شہید ثانی کی بیٹی سے شادی کی تو اس سے مجتہد بیٹا محمد پیدا ہوا جس نے کتاب مدارک لکھی۔ شہید کی دو بیویاں تھیں، دوسری بیوی سے اسکا مجتہد بیٹا شیخ حسن تھا جس نے کتاب معالم لکھی۔ شہید ثانی کو لوگوں نے مار دیا تو مجتہد علی نے اس کی دوسری بیوی سے بھی شادی کرلی جو اس کی بیوی کی سوتیلی ماں تھی اور اس خلافِ شرع شادی سے مجتہد نورالدین پیدا ہوا۔ (قصص العلماء، ص۲۸۰)

استغفراللہ**!** اسلام میں جو دائی پیدائش کے وقت مدد کرے وہ اس بچے کی ماں کی حیثیت قرار پاتی ہے چہ جائے کہ کوئی سسر جو باپ کا درجہ رکھتا ہے اس کی بیوی سے شادی کا کوئی داماد سوچے۔

۲۔ وطی فی الدبر حرام ہے

ایک شخص اپنی بیوی سے وطی فی الدبر (مقعد میں جماع) کرتا تھا تو مولا علیؑ نے اس پر حد جاری کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تم نے رسول اللہؐ کی حدیث نہیں سنی کہ فرمایا: من دخل امرأتہ فی الدبر اکبہ اللہ فی النار (جو شخص اپنی عورت کی دبر میں داخل کرے تو اللہ اسے اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا) نیز فرمایا: من دخل امرأتہ فی الدبر لعنة اللہ یوم القیامة و ھو انتن من الجیفة (جو شخص اپنی عورت کی دبر میں داخل کرے تو اس پر قیامت کے دن لعنت ہو گی اور وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہوگا)۔ (کوکب دری، باب دہم، ص۵۲۹)

قال رسول اللہؐ: محاش نساء امتی علی رجال امتی حرام۔ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج۳، کتاب النکاح، ص۷۲۵)

رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کی عورتوں کا پچھلا مقام میری امت کے مردوں پر حرام ہے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج۳، اردو ص۲۸۹)

منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا قسم بخدائے عظیم میری امت کے دس آدمی کافر ہیں: ناحق لوگوں کو مار ڈالنے والا، جادوگر، **دیوث**، عورت کی **دبر** میں بحرام جماع کرنے والا، **حیوان** کے ساتھ جماع کرنے والا، **محرمات** سے جماع کرنے والا مانند ماں اور بہن وغیرہ کے، فتنہ فساد برپا کرنے میں سعی کرنے والا، کافروں کے ہاتھ ہتھیار بیچنے والا، اپنے مال کی زکواۃ نہ دینے والا، باوجود مقدرت اور حج واجب ہونے کے حج کیلئے نہ جانے والا۔ (تہذیب الاسلام، ص۶۰۱)

وطی فی الدبر چاہے عورت سے ہو یا مرد سے دونوں اسلام میں حرام ہیں۔ اللہ نے نبی لوطؑ کی قوم کو اسی گناہ کی سزا میں تباہ کر دیا جس کو ذکر سورۃ ھود اور حجر میں ہے۔ ایسے گناہ کی سزا موت ہے۔

یزید لعین وطی فی الدبر کا شوقین تھا وہ فاعل بھی تھا مفعول بھی تھا یعنی ہر گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا رہا۔ البدایہ والنہایہ میں لکھا ہے کہ عبدالملک بن مروان لعین نے حاجیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا: وانی واللہ لا اداوی ھذہ الامۃ الا باالسیف و لست بالخلیفۃ المستضعف یعنی عثمان ولا الخلیفۃ المداھن یعنی معاویہ ولا الخلیفۃ المابون یعنی یزید بن معاویہ۔ (اور یقیناً اللہ کی قسم میں اس کا علاج تلوار سے کروں گا اور میں عثمان کی طرح کمزور خلیفہ نہیں اور نہ معاویہ کی طرح چالاک خلیفہ ہوں اور نہ یزید بن معاویہ کی طرح مفعول ہوں)۔

البدایہ والنہایہ میں مزید لکھا ہے: ان یزید اشتہر بالمعازف و شرب الخمر و غنا و الصید و اتخاذ الغلمان۔ (بیشک یزید لعین آلات موسیقی بجانے میں اور شراب پینے میں اور گانے بجانے میں اور شکار میں اور لونڈے رکھنے میں مشہور تھا۔

سب جانتے ہیں کہ اصولی مدارس میں وطی فی الدبر کے جائز ہونے پر درس دیئے جاتے ہیں اور اسے سیرتِ علماءِ اصولی قرار دیا جاتا ہے (قصص العلماء، ص۲۰)

اور اکثر اصولی علماء کہتے ہیں کہ اگر بیوی اجازت دے تو پھر اس سے وطی فی الدبر جائز ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ ایامِ حیض میں بدکاری سے بچنے کیلئے وطی فی الدبر کرنی چاہیئے۔ حالانکہ قرآن میں سورۃ بقرہ آیت ۲۲۲ میں اللہ کا حکم ہے کہ ایامِ حیض میں ان کے قریب نہ جاؤ۔

آقائے محسن حکیم کے فتوے:
جماع خواہ فرج میں ہو یا **دبر** میں، اگرچہ منی خارج نہ ہو، فاعل و مفعول دونوں پر غسل کرنا واجب ہو جائے گا۔
انسان کے ساتھ جماع کرنے کا تو یہی حکم ہے لیکن اگر **حیوان** کے ساتھ ہو تب بھی احوط یہ ہے کہ غسل کر لے۔ (تحفۃ العوام، نواں باب، بیانِ غسل، ص۷۵)

۳۔ سنتِ رسول کو تبدیل کرنا ظلمِ عظیم اور گناہِ کبیرہ ہے

تمام مؤمنین جانتے ہیں کہ محمدؐ وآلِ محمدؐ کے عملِ کو اللہ اپنا عمل قرار دیتا ہے جس کے ثبوت قرآنِ کریم میں موجود ہیں مثلاً اے حبیبؐ تم نے کنکریاں نہیں پھینکیں جب تو نے پھینکیں لیکن اللہ نے پھینکیں؛ کفار و مشرکین کو مولا علیؑ نے واصلِ جہنم کیا مگر اللہ نے کہا کہ انہیں اللہ نے قتل کیا۔ تو سنتِ رسولؐ دراصل اللہ کی سنت ہے جسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا جس کا حکم اللہ نے سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۴۳ میں دیا ہے۔

اس کے باوجود پھر بھی کوئی سنت میں تبدیلی، تحویل، تغیر، اور تحریف کی کوشش کرے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا۔

سمعت النبیؐ یقول: اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال لہ یزید۔ (الصوائق المحرقة، ص۳۳۱)

نبی اکرمؐ نے فرمایا: پہلا جو میری سنت تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ایک شخص ہے جس کا نام یزید (لعین) ہے۔

حذیفہ یمانیؓ اور جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الویل الویل لامتی من الشورٰی الکبرٰی و الشورٰی الصغرٰی سئل من یعتینھا۔ قال الشورٰی الکبرٰی تنعقد فی بلدی بعد وفاتی و الصغرٰی تنعقد فی الغیبة الکبرٰی فی الزوراء لتغیر سنتی و تبدیل احکامی۔
ترجمہ: وائے ہلاکت ہو میری امت پر شورٰی کبرٰی اور شورٰی صغرٰی کے سلسلے میں۔ کسی نے سوال کیا کہ ان دونوں کا کیا مطلب ہے تو فرمایا شورٰی کبرٰی میں میری وفات کے بعد میرے شہر میں (سقیفہ میں) منعقد ہو گا اور چھوٹا شورٰی غیبت کبرٰی میں شہر زوراء (رے، تہران) میں میری سنت اور

میرے احکام کو تبدیل کرنے کے لئے منعقد ہو گا۔ (علاماتِ ظہورِ مہدیؑ، ص۲۷۴)

اس کتاب میں صفحہ ۲۷۳ پر علامہ طالب جوہری ایک روایت نقل کر چکے ہیں کہ زوراء سے مراد رے یعنی تہران ہے اور مزوراء سے مراد بغداد ہے۔

اصولی فتاوٰی کو قرآن و سنت پر پرکھتے جائیں حقائق آپ پر واضح ہوتے چلے جائیں گے کہ دین میں تغیر و تبدل کرنے کا مرکز تہران ہے۔

۴۔ شطرنج اور رقص و موسیقی

یایھا الذین أمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلم رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ (المائدۃ، آیت ۹۰)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو شراب (خمار چڑھانے والی نشہ آور اشیاء) اور شطرنج (جوا) اور بت (آستانے) اور پانسے (قسمت کے تیر) محض رجس (ناپاک) ہیں شیطانی عمل میں سے، پس اس سے اجتناب کرو شاید کہ تم فلاح پا سکو۔

--- ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن --- (سورۃ نور، آیت ۳۱)

ترجمہ:۔ ۔ ۔ اور اپنے پاؤں زمین پر (اس طریقے سے) نہ ماریں کہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر ہو جائے ۔ ۔ ۔

ملاحظہ فرمائیں کہ رقص و موسیقی تو دور کی بات ہے اللہ عورتوں کو مٹک مٹک کر چلنے سے منع کر رہا ہے۔

اسی طرح اللہ نے سورۃ لقمان کی آیت نمبر چھ میں گانے بجانے (لھو الحدیث) سے منع کیا ہے کیونکہ یہ اللہ کی سبیل (ولایتِ علیؑ) سے روکتے ہیں۔

حضرت صادقؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی (فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور) جس کے لفظی معنی یہ ہیں کہ پرہیز کرو نجس اور بد سے کہ وہ بت ہیں اور بچو گفتارِ باطل سے، امامؑ نے فرمایا کہ وہ بت شطرنج ہے اور گفتارِ باطل راگ اور اُس کا گانا، اور چوسر شطرنج سے بھی

بدتر ہے، محفوظ رکھنا شطرنج کا کفر ہے اور کھیلنا اس کا شرک مگر کسی کو اس کا یاد دلانا کفر تو نہیں ہے لیکن ایسا گناہِ کبیرہ ہے جو ہلاک کر دینے والا ہے اور السلام علیک کرنا شطرنج کھیلنے والوں پر گناہ ہے اور جو کوئی شطرنج کے کھیل میں ہاتھ ڈالے ایسا ہے جیسے کہ سور کے گوشت میں ہاتھ ڈالنا، دیکھنا اس کھیل کی طرف ایسا ہے گویا اس نے اپنی ماں کے اندامِ نہانی پر نظر ڈالی کہ اس حال میں اس پر حد شرع لازم ہے جو شخص چوسر شرط بد کر کھیلے مثل اس کے ہے کہ اس نے سور کا گوشت کھایا اور جو شخص بغیر شرط بدے کھیلے ایسا ہے گویا اس نے سور کے گوشت اور خون میں ہاتھ ڈالا۔ (تہذیب الاسلام، ص۶۰۲)

حدیث میں منقول ہے کہ جس کسی کے گھر میں طنبورہ یا عود یا کوئی چیز آلات ساز سے یا چوسر یا شطرنج چالیس روز تک رکھی رہیں وہ مستوجب غضب الہٰی ہو گا۔ اور اگر ان چالیس روز میں مر جائے تو فاسق وفاجر مرے گا اور اس کی جگہ جہنم ہو گی۔ (تہذیب الاسلام، ص۶۰۲)

قال امام رضاؑ: لما حمل راس الحسینؑ بن علیؑ علیہما السلام الی الشام امر یزید لعنہ اللہ فوضع و نصبت علیہ مائدة فاقبل ھو لعنہ اللہ و اصحابہ یاکلون و یشربون الفقاع، فلما فرغوا امر بالراس فوضع فی طست تحت سریرہ، و بسط علیہ رقعة الشطرنج، و جلس یزید علیہ اللعنة یلعب بالشطرنج و یذکر الحسین و اباہ و جدہ صلوات اللہ علیھم، و یستھزی بذکرھم، فمتی قمر صاحبہ تناول الفقاع فشربہ ثلاث مرات، ثم صب فضلتہ علی ما یلی الطست من الارض۔ فمن کان من شیعتنا فلیتورع عن شرب الفقاع و اللعب بالشطرنج۔ و من نظر الی الفقاع او الی الشطرنج فلیذکر الحسینؑ و لیلعن یزید و آل زیاد یمحو اللہ عز وجل بذلک ذنوبہ ولو کانت بعدد النجوم۔ (دانش نامہ امام حسینؑ، اور روضة المتقین)

ترجمہ: امام علی رضاؑ نے فرمایا: جب امام حسینؑ کا سر شام میں لایا گیا تو یزید لعین نے حکم دیا کہ اسے رکھ اس کے اوپر دسترخوان لگایا جائے، پھر وہ لعین اور اس کے صحابی آگے بڑھے اور وہ کھانے لگے اور شراب پینے لگے، جب فارغ ہو گئے تو اس نے حکم دیا کہ سر کو طشت میں رکھ کر تخت کے نیچے رکھ دیا جائے اور اس پر شطرنج کا تختہ لگا دیا جائے اور اس پر یزید لعین بیٹھ گیا اور شطرنج کھیلنے لگا اور حسینؑ اور ان کے اباء و اجداد صلوات اللہ علیھم کا ذکر کرنے لگا اور ان کا مذاق اڑانے لگا، اپنے صحابیوں سے جوا کھیلتے ہوئے اس نے تین دفعہ شراب پی اور فالتو شراب طشت کے ساتھ زمین پر پھینک دی۔ پس جو بھی ہمارے شیعوں میں سے ہے وہ شراب

پینے اور شطرنج کھیلنے سے بچے۔ اور اگر کسی کی نظر شراب یا شطرنج پر پڑ جائے تو حسینؑ کو یاد کرے اور یزید اور آلِ زیاد پر ضرور لعنت کرے اس وجہ سے اللہ عزوجل اس کے گناہ مٹا دے گا اگرچہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔

تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ یزید کا کوئی دین نہیں تھا، وہ شراب پیتا تھا اور طنبورا بجاتا تھا اور عورتیں اس کے سامنے رقص کرتی تھیں اور گاتی تھیں اور وہ کتوں سے کھیلتا تھا۔

اسلام اور یزیدیت کا موقف تو واضح ہو گیا ہے۔ اب اصولی موقف بھی دیکھ لیں کہ ان کی مقلد قوم بین الاقوامی سطح پرشطرنج کھیلتی ہے بلکہ شطرنج کے ساتھ ان کا قومی پرچم بھی نصب ہوتا ہے جس پر" اللہ " لکھا ہوا ہے۔

آیت اللہ العظمٰی سید محمد حسین فضل اللہ نے اپنی کتاب فقہ زندگی میں صفحہ ۲۲۷ پر یہی فتوٰی دیا ہے کہ بغیر شرط (جوئے کی رقم) کے شطرنج کھیلنا جائز ہے۔

حالانکہ حدیث میں بغیر شرط کے بھی حرام ہے اور آیت میں بھی اسے کسی شرط کی قید کے بغیر ناپاک شیطانی عمل کہا گیا ہے۔

آیت اللہ العظمیٰ علی سیستانی: عورت اپنے شوہر کو خوشحال کرنے اور اس کے جذبات کو ابھارنے کی غرض سے اس کے سامنے رقص کر سکتی ہے۔ بیوی موسیقی جو حرام نہ ہو کے ساتھ شوہر کے سامنے رقص کر سکتی ہے۔ (جدید فقہی مسائل۔ ص ۳۰۶، ۳۱۰)

آیت اللہ العظمیٰ فضل اللہ: لیکن اگر میاں یا بیوی یا یہ دونوں ہی جنسی تعلقات میں بے رغبتی کا شکار ہوں اور کوئی ایسا طبیعی طریقہ موجود نہ ہو جس کے ذریعے میاں یا بیوی اپنے شریک حیات کو ان تعلقات پر ابھار سکے۔ اس سلسلے میں کوئی دوا بھی موثر نہ ہو اور اس بیماری سے نجات کا راستہ اس قسم کی فلمیں دیکھنا ہی رہ گیا ہو تو صرف بقدر ضرورت ایسی فلموں کا دیکھنا جائز ہے۔ (فقہ زندگی، ص۲۴۷)

جو شخص اپنی بیوی کے فحش کاموں (رقص، موسیقی، بلیو پرنٹس میں ننگے مرد عورتیں دیکھنا) پر خاموش رہے اس کو شرع میں دیوث (بے غیرت) کہتے ہیں جس کو رسول اللہؐ نے کافر قرار دیا ہے۔

ہر ذی شعور سمجھتا ہے کہ اگر کوئی علی الاعلان کہے کہ یہ کام اسلام میں جائز ہیں تو کوئی نہیں مانے گا، زہر کو آہستہ آہستہ سرایت کیا جاتا ہے کہ مجبوری کے تحت بقدر ضرورت جائز ہے۔ ذرا سوچیں اگر دروازہ بند کرکے وطی فی الدبر بھی ہو، رقص و موسیقی کے ساتھ بلیو پرنٹس بھی تھوڑے تھوڑے چلتے ہوں ایسے والدین کی اولاد ہو گی تو یقیناً شیطانی ہو گی۔

۵۔ صلاۃ اور صوم

صلاۃ (نماز) اور صوم (روزہ) اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ہیں۔

قال رسول اللہؐ: اتقوا اللہ واعبدوہ، واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ولا تختلفوا، ان الاسلام بنی علی خمسۃ: علی الولایۃ والصلاۃ والزکاۃ وصوم شھر رمضان والحج، فاما الولایۃ فللہ ولرسولہ وللمؤمنین الذین یؤتون الزکاۃ وھم راکعون۔ (کتاب سلیم، ص۴۲۶)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو اور حبل اللہ کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور نہ اختلاف۔ بیشک اسلام کی بنیاد پانچ پر ہے: ولایت پر اور صلاۃ اور زکواۃ اور ماہ رمضان کے روزے اور حج۔ جہاں تک ولایت کا تعلق ہے وہ صرف اللہ کیلئے ہے اور اس کے رسولؐ کیلئے ہے اور ان مؤمنین (معصومینؑ) کیلئے ہے جو حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں۔

قال النبیؐ: اتانی جبرائیلؑ و قال: یا محمدؐ ربک یقرئک السلام و یقول: فرضت الصلاۃ ووضعتھا عن المریض وفرضت الصوم ووضعتہ عن المریض والمسافر وفرضت الحج ووضعتہ عن المقل المدقع وفرضت الزکاۃ ووضعتھا عمن لا یملک النصاب و جعلت حب علیؑ بن ابی طالبؑ لیس فیہ رخصۃ۔ (مقدمہ تفسیر برھان، ص۳۸)

ترجمہ: نبی اکرمؐ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیلؑ آئے اور کہا: اے محمدؐ آپؐ کا رب آپؐ کو سلام کہتا ہے اور وہ کہتا ہے: میں نے صلاۃ فرض کی اور اسے

مریض سے ہٹا لیا اور میں نے صوم کو فرض کیا اور اسے مریض اور مسافر سے ہٹا لیا اور میں نے حج فرض کیا اور اسے بہت غریب سے ہٹا لیا اور میں نے زکاۃ فرض کی اور اسے اس سے ہٹا لیا جس کے پاس نصاب نہیں اور میں نے علیؑ بن ابی طالبؑ کی محبت قرار دی مگر اس میں کسی کو چھوٹ (رخصت) نہیں ہے۔

قال الصادقؑ: ان اول ما یسال عنہ العبد اذا وقف بین یدی اللہ جل جلالہ عن الصلوات المفروضات وعن الزکاۃ المفروضة وعن الحج المفروض وعن ولایتنا اھل البیت فان اقر بولایتنا ثم مات علیھا قبلت صلاتہ وصومہ و زکاتہ وحجہ وان لم یقر بولایتنا بین یدی اللہ عزوجل لم یقبل منہ شیئاً من اعمالہ۔ (مقدمہ تفسیر البرھان، ص۳۸)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: بیشک بندے سے جو پہلا سوال کیا جائے گا جب وہ اللہ جل جلالہ کے سامنے پیش ہوگا وہ فرض کی ہوئی نمازوں کے متعلق اور فرض کی ہوئی زکاۃ کے متعلق اور فرض کئے ہوئے حج کے متعلق اور ہم اھل بیتؑ کی ولایت کے متعلق ہوگا، پس اگر اس نے ہماری ولایت کا **اقرار** کیا ہو گا پھر مرا تو اس کی صلاۃ اور اسکا صوم اور اسکی زکاۃ اور اسکا حج قبول ہو جائے گا، اور اگر اس نے **اللہ عزوجل کے سامنے** ہماری ولایت کا اقرار نہیں کیا ہوگا تو اس کے اعمال میں سے کوئی شئ قبول نہیں کی جائے گی۔

تاریخِ کامل میں یزید لعین کے بارے میں لکھا ہے: واللہ انہ یشرب الخمر واللہ انہ یسکر حتیٰ یدع الصلوٰۃ۔ (اللہ کی قسم وہ شراب پیتا تھا اور اللہ کی قسم وہ نشے میں دھت ہو جاتا تھا کہ نماز چھوڑ دیتا تھا)۔

تکمیل الایمان میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا: یزید پلید، شارب الخمر، تارک الصلوٰۃ، زانی، فاسق، مستحل محارم، مبغوض ترین مردم است نزد ما۔

تاریخ کامل اور البدایہ میں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ یزید لعین گانوں کو تلاوتِ قرآن پر اور شراب نوشی کو روزے پر اورشکار کو دینی محفل پر ترجیح دیتا تھا۔

اب ذہن نشین رہے کہ کوئی بھی یزید لعین کی طرح کھل کر نماز روزے کی مخالفت نہیں کرے گا۔ بلکہ طاغوت ایسے پہلو نکالے گا کہ عبادات باطل بھی

ہو جائیں اور لوگوں کو پتہ بھی نہ چلے اور وہ اسی زعم میں زندگی گذار دیں کہ ہم متقی لوگ جنت کے ٹھکیدار ہیں۔

ہر عقلمند جانتا ہے کہ عود یا اگربتی کا دھواں اور باورچی خانے میں چولہے کا دھواں ایک علیحدہ چیز ہے جس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس تمباکو جو نشہ آور اور مضرِصحت ہے اس کا دھواں اور چیز ہے۔

آیت اللہ سیستانی: مریض کو مجبوری یا بغیر مجبوری کے رگ کے ذریعے دی جانے والی غذا سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ (جدید فقہی مسائل، مسئلہ ۱۰۹، ص۹۷)

آیت اللہ خامنہ ای: کچھ لوگ ناس استعمال کرتے ہیں جو تمباکو اور دوسری اشیاء سے بنا ہوتا ہے اور اسے اپنی زبان کے نیچے چند لمحے رکھتے ہیں پھر تھوک دیتے ہیں، اگر وہ اپنا تھوک جو ناس (گٹکے) سے مکس ہوا ہو نہ نگلیں تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔ (پریکٹیکل لاز آف اسلام۔ مسئلہ ۷۷۷، ص۲۷۵)

آیت اللہ میرزا محمد تقی نوری ماہ رمضان میں منبر پر بیٹھ کر حقہ پی لیتے تھے کیونکہ دھواں روزہ کو باطل نہیں کرتا۔ (قصص العلماء، ص۱۵۱)

آجکل انٹرنیٹ کا دور ہے کچھ سال پہلے آیت اللہ اسد اللہ زنجانی نے گرم علاقوں کے لوگوں کو روزے میں پانی پینے کی اجازت دی تو باقی مجتھدوں نے اس کی سخت مخالفت کی (شاید اسلئے کہ ایک دم سب کچھ بتانے سے راز فاش نہ ہو جائے)۔

اور جہاں تک صلاۃ کا تعلق ہے تو اصولی علماء نے اپنی کتابوں سے شہادتِ ولایتِ علیؑ کو نکال دیا ہے تاکہ لوگ اجروثواب سے محروم ہو جائیں۔ قدیم معتبر شیعہ کتب میں شہادتِ ولایتِ علیؑ موجود ہے اور اس کے بےشمار ثبوت ودلائل ہیں۔ شیعہ علماء نے اس موضوع پر پوری پوری کتابیں مرتب کی ہیں مثلاً علامہ شیخ عبد الحلیم الغزی کی" الشهادة الثالثة المقدسة " اور شیخ محمد السند کی" الشهادة الثالثة " عربی زبان میں کتاب ہے۔

۶۔ امامِ مظلومؑ کی عزاداری

کربلا برپا ہونے سے پہلے بھی اللہ عزوجل نے مولا حسینؑ کی عزاداری کروائی۔ حضرت آدمؑ کربلا آئے تو ٹھوکر لگی اور پاؤں زخمی ہوا اور خون بہنے لگا۔ حضرت ابراھیمؑ کربلا آئے تو گھوڑے سے گرے اور سر زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے پاؤں بھی کربلا میں زخمی ہوئے اور خون بہا۔ خون بہنے پر ان سب نبیوں کو اللہ نے وحی کی کہ میرے حبیب حسینؑ کا خون یہاں بہے گا تو میں نے چاہا کہ اس کے غم میں تمہارا خون بھی اس سرزمین پر بہے۔ (بحارالانوار، اردو ج۱، ص۸۲، ۸۴)

رسول اللہؐ نے امام حسینؑ کی خاطر اپنا بیٹا ابراھیمؑ فدیہ کردیا۔ کائنات کے رسولؐ نے حسینؑ کی محبت میں اپنے معصومؑ بیٹے کی زندگی قربان کردی، اس سے بڑی حسینؑ کی محبت اور عزاداری کی مثال ہو ہی نہیں سکتی۔ رسول اللہؐ کی گود میں حسینؑ اور ابراھیمؑ دونوں بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہؐ ان کو پیار کر رہے تھے کہ اللہ نے وحی کی: اے میرے حبیبؐ، حسینؑ اور ابراھیمؑ میں سے ایک کو رکھ لو اور ایک کو واپس کردو۔ رسول اللہؐ نے ابراھیمؑ کو حسینؑ پر قربان کر دیا۔ وحی کے تین دن بعد ابراھیمؑ کو اللہ نے دنیا سے واپس بلا لیا۔ (القطرہ۔ ج۱، ص۳۰۵)

معصومہ عالمہ سیدہ زینبؑ نے کربلا میں نوحہ پڑھتے ہوئے اپنا سراقدس چوب پر مار کر خون کا ماتم کیا۔ (بحارالانوار، ج۲، ص۳۱۴، اور ینابیع المودۃ، باب۶۱، ص۵۶۸)

فوجِ یزید لعین نے رسول اللہؐ کی بیٹیوں کے ہاتھ پسِ گردن باندھ دیئے تاکہ ماتم نہ کرسکیں۔ پھر بھی سیدہ زینبؑ نے خون کا پرسہ دیا۔ اور امام زمانہؑ خون کے آنسو روتے ہوئے زیارت ناحیہ میں بندھے ہوئے ہاتھوں کا ذکر کرتے ہیں:
و سبی اھلک کالعبید۔ و صفدوا فی الحدید۔ ایدھم مغلولۃ الی الاعناق۔ یطاف بھم فی الاسواق۔

آیت اللہ فضل اللہ: جو سینہ زنی گریہ وزاری کی طرح انسان کے غم واندوہ کی علامت ہے اس سے مراد وہ سینہ زنی ہے جو آرام آرام سے اور معقول انداز میں کی جائے نہ کہ نمائشی اور غیر معمولی سینہ زنی جس میں دوسرے غلط کام بھی شامل ہوتے ہیں اور جس کے دوران لوگ اپنے جسم کی نمائش کرتے ہیں۔ اس قسم کی سینہ زنی اپنا اصل مفہوم کھو بیٹھتی ہے اور صرف ایک

نمائشی فن بن کے رہ جاتی ہے۔ سخت قسم کی سینہ زنی کے حرام قرار دیئے جانے کے متعلق عرض ہے کہ ہم بھی بعض دیگر فقہا کی مانند بدن کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانے کو حرام سمجھتے ہیں چاہے وہ نقصان بدن کیلئے کسی بڑے خطرے کا باعث نہ بھی بنے۔ سینہ زنی اگر اس حد تک شدید ہو جائے کہ جسم کو نقصان پہنچے چاہے یہ نقصان ایک دو روز میں ٹھیک ہو جائے تب بھی ہماری نظر میں یہ عمل حرام ہے۔ لہذا ہماری نظر میں سخت سینہ کوبی جس سے انسان کو نقصان پہنچے خود اپنے آپ کو نقصان پہنچانے کے حرام ہونے کے اعتبار سے حرام ہے قطع نظر اسکے کہ اس قسم کا عمل عاشورا کے مراسم میں انجام دیا جاتا ہو۔ (فقہ زندگی ص ۳۱۶، ۳۱۷)

بہت سے مباح اور جائز امور اس صورت میں حرام ہو جاتے ہیں جب ان سے کسی مومن شخص یا مذہب کی توہین ہوتی ہو یا ان سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ ان امور کی کچھ مثالیں بعض ان اعمال میں نظر آتی ہیں جو عزاداری کے مراسم میں داخل ہو گئے ہیں، جیسے قمہ زنی، زنجیرزنی - - (فقہ زندگی، ص۴۷)

آیت اللہ فضل اللہ ماتم کو نمائشی فن سمجھ کر حرام قرار دیتا ہے مگر باڈی بلڈنگ کے بارے میں کہتا ہے کہ اسلامی موقف کے لحاظ سے کھلاڑی اگر اپنے عضلات کی نشوونما کرکے لوگوں کے سامنے نمائش کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ اس ورزش سے جہاد، عزت و آبرو اور مال ودولت وغیرہ کی حفاظت کے سلسلے میں استفادہ کیا جا سکے۔ (فقہ زندگی، ص۳۰۸)

آیت اللہ خامنہ ای کے فتووں سے سب اچھی طرح واقف ہیں جن کے حوالوں کی ضرورت نہیں کہ وہ قمع زنی اور زنجیر زنی کو حرام قرار دیتا ہے اور حال ہی میں اس نے امام حسینؑ کے علاوہ دوسرے معصومینؑ کے ایام شہادت پر گریہ و ماتم سے بھی منع کیا ہے۔

یزید لعین نے مجبوراً امام زین العابدینؑ کو خطبہ دینے کی اجازت دی مگر ذکرِ محمدؐ وآلِ محمدؐ برداشت نہ کر سکا اور مؤذنوں کو ایک ساتھ اذانیں دینے کا حکم دے دیا تاکہ لوگ مولا سجادؑ کی بات نہ سن سکیں۔ جو لوگ شام گئے ہیں جانتے ہیں کہ آج بھی سنتِ یزید لعین پر مسجد اموی (دربارِ یزید لعین) میں ایک ساتھ کئی مؤذن اذان دیتے ہیں۔

کیا یہ وہی چال تو نہیں کہ عزاداریٔ امام مظلومؑ کو کسی طریقے سے روکنے کیلئے جلوس کو نماز کے بہانے روک کر سڑکوں پر زبردستی نماز پڑھانی شروع کر دی جاتی ہے۔

حالانکہ شریعتِ اسلام میں چلتی ہوئی شاہراہ (سڑک) پر نماز جائز ہی نہیں۔ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج۱، ص۱۶۶)

مولا حسینؑ کیلئے تو حبیب اللہ محمد مصطفٰیؐ کی صلاۃ سجدے میں رکی رہتی ہے۔ اسی طرح مولا حسنؑ کیلئے مولا محمدؐ کی صلاۃ رکتی رہی، اور مولا علیؑ کیلئے رسول اللہؐ کی صلاۃ رکوع میں رکی رہی۔ دین ان کے نقشِ قدم کا نام ہے۔

۷۔ گھر میں پاکیزہ ماحول اور پاک رزق

ہر انسان بشرطیکہ انسان ہو پاکیزہ ماحول اور پاک حلال رزق پسند کرتا ہے اور بےحیائی، بےغیرتی اور فحاشی سے نفرت کرتا ہے۔

آیت اللہ سیستانی: مرد خواستگاری سے پہلے اس عورت کے مقاماتِ حسن کو دیکھ سکتا ہے یا اس سے ہمکلام ہو سکتا ہے جس کا رشتہ لینا چاہتا ہے اس بنا پر ایسی خاتون کو چہرہ، اس کے بال، گردن، ہتھیلیاں، پنڈلیاں، کلائیاں اور اس قسم کے مقاماتِ حسن کو دیکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس نظر کا مقصد جنسی لذت حاصل کرنا نہ ہو۔ (جدید فقہی مسائل، ص۲۵۱)

(چہرے، بال، گردن، ہاتھ، پنڈلیوں، کلائیوں کے بعد مقاماتِ حسن سے کیا مراد ہے! یہ فتویٰ عربی (فقة للمتغربين)، انگلش، اردو ہر زبان میں موجود ہے)

آیت اللہ فضل اللہ: ایک لڑکی کا گھر کے اندر ایسا مختصر لباس پہننا جس سے اس کی پنڈلیاں اور سینہ تقریباً کھلا نظر آتا ہو اور گھر میں جوان بھائی بھی ہوں، خلافِ شرع نہیں ہے۔ (فقہ زندگی، ص ۷۷)

قرآنِ پاک میں اللہ فرماتا کہ پاک اور حلال چیزیں کھاؤ۔ آیت اللہ فضل اللہ کہتا ہے: یہ نظریہ رکھنے والا میں واحد شخص نہیں ہوں، بہت سے علمائے بزرگ مثلاً آقائے خوئی وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے اور انہوں نے نابالغ بچے کو کھانے پینے کی نجس یا نجس ہو جانے والی اشیاء کھلانا پلانا جائز قرار دیا ہے۔ (فقہ زندگی، ص۵۴)

رسول اللہؐ نے فرمایا: وہ اللہ اور روزِآخرت پر ایمان نہیں رکھتا جو اپنی بیگم کو حمام بھیجے۔ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج۱، ص۸۶)

سب جانتے ہیں کہ کس قوم کے بےحیا عورتیں گھر میں نہیں نہاتیں بلکہ حمام میں جاتی ہیں جہاں پردے کو کوئی انتظام نہیں ہوتا سب عورتیں اکٹھی نہاتی دھوتی ہیں۔

آیت اللہ سیستانی: عورت کے تخم (انڈے) کی خریدوفروخت جائز ہے۔ (جدید فقہی مسائل، ص۲۹۷)

آیت اللہ سیستانی مشین کے ذریعے ذبح کی گئی مرغیوں کو حلال قرار دیتا ہے اگر مسلمان مشین اپریٹر تکبیر اور بسم اللہ پڑھے۔ (جدید فقہی مسائل، ص۱۳۳)
سب جانتے ہیں کہ مشین سے ذبح نہیں ہوتا بلکہ سر گردن سے پورا کٹ جاتا ہے یعنی جھٹکا ہو جاتا ہے!

طہارت اور نجاست سے مخصوص فصل میں بتایا گیا ہے کہ الکحل کی تمام قسمیں چاہے ان کو لکڑی سے بنایا گیا ہو یا کسی اور چیز سے، پاک ہیں اور نتیجے کے طور پر وہ کھانا بھی حلال ہو گا جس کے اجزا میں الکحل شامل ہو اور مائعات بھی پاک ہیں جن میں الکحل حل کیا گیا ہو۔ (جدید فقہی مسائل۔ ص۱۳۲)

مجتہد میرزا محمد تنکابنی بغیر ہچکچاہٹ کے افیون استعمال کر لیتے تھے۔ (قصص العلماء، ص۱۰۱)

۸. معصومینؑ کے القابات

قال رسول اللہؐ : اشرار علماء امتنا: المضلون عنا، القاطعون للطرق الینا، المسمون اضدادنا باسمائنا، الملقبون اندادنا بالقابنا، یصلون علیہم و ھم للعن مستحقون۔ (الاحتجاج الطبرسي۔ ج۲، ص ۵۱۳)

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کے علمائے سؤ وہ ہیں جو لوگوں کو ہم سے گمراہ کریں اور اس راستہ کو قطع کریں جو ہماری طرف آتا ہے اور ہمارے مخالفوں کو ہمارے ناموں سے پکاریں، ہمارے دشمنوں کو ہمارے القابات دیں، ان پر صلوات پڑھیں، البتہ وہ لعنتی ہیں۔

آیت اللہ العظمٰی مولا علیؑ کا لقب ہے جیسا کہ ہم زیارت میں پڑھتے ہیں: السلام علیک یا آیت اللہ العظمیٰ۔ (مفاتح الجنان، ص۶۸۳)

امیر المؤمنینؑ صرف مولا علیؑ کا لقب ہے جسے آئمہؑ نے بھی منع فرمایا کہ کسی اور کیلئے یہ لقب پکارنا جائز نہیں ہے۔

امام محمد باقرؑ نے سورۃ زمر کی آیت ۶۰ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: (اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا تکبر کرنے والوں کیلئے جہنم ٹھکانہ نہیں ہے) کا مطلب ہے کہ وہ شخص جو سمجھے کہ وہ امام ہے اور درحقیقت وہ امام نہ ہو۔ پوچھا گیا: اگر وہ علوی فاطمی ہو جو اپنے آپ کو امام کہلوائے؟ فرمایا: اگرچہ وہ علوی فاطمی ہو۔ امامؑ نے مزید فرمایا: ایسا شخص کافر اور مشرک ہے۔ (الغیبۃ، ص۱۱۳، ۱۱۵)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حجت وہ ہوتی ہے جو مخلوق سے پہلے ہو اور مخلوق کے ساتھ ہو اور مخلوق کے بعد ہو۔ (الکافی، ج۱، ص۱۰۳)

قرآنِ کریم میں سورۃ مائدہ آیت ۵۵ میں اللہ فرماتا ہے کہ ولی صرف اللہ، اسکا رسولؐ اور آئمۂ طاہرینؑ ہیں۔

پھر یہ اصولی علماء اپنے آپ کو آیت اللہ العظمیٰ، امام، ولی الامر المسلمین، حجت الاسلام والمسلمین اور مولانا کیسے کہلوانے کی جرآت کرتے ہیں۔
ان کو علامہ صاحب کہلوانے میں کیا قباحت ہے؟

جنہوں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ سب سے پہلے علامہ حلی نے اصولی علماء کیلئے آیت اللہ کا لقب تجویز کیا جب وہ درجۂ اجتہاد پر فائز ہوتے ہیں یعنی دین میں اپنے فتووں سے بدعتیں شامل کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ اس سے پہلے کوئی غیرِ معصوم اپنے آپ کو آیت اللہ نہیں کہلواتا تھا کیونکہ یہ معصومینؑ کا لقب ہے۔ اور اب اصولی جو نئی کتابیں چھاپ رہے ہیں ان میں قدیم علماء کے نام کے ساتھ بھی آیت اللہ لکھ رہے ہیں اور تقریروں میں بھی کہتے ہیں تاکہ عوام پر ہر چیز مشتبہ ہو جائے۔

۹۔ سہو و نسیان اور معصومینؑ

ہمارا ایمان ہے کہ محمدؐ وآل محمدؐ مشیتِ الٰہی ہیں۔
اللہ نے جبرائیلؑ سے فرمایا: میرے حبیب محمدؐ کو سلام کہنا اور ان سے کہنا: آپؐ مجھ سے میری مشیت کی حیثیت پر ہیں اور علیؑ آپؐ سے اس حیثیت پر ہیں جسطرح آپ مجھ سے ہیں۔ (کتابِ سلیم، ص۴۵۶)

مشیتِ الٰہی میں سہوونسیان ناممکن ہے۔ جیسا کہ اللہ عزوجل معصومینؑ کے بارے میں فرماتا ہے: اور تم کچھ چاہتے ہی نہیں مگر جو اللہ چاہتا ہے۔ (سورۃ التکویر، آیت ۲۹)

آیت اللہ فضل اللہ: اگر پیغمبر یا امام اپنی زندگی کے امور میں غلطی کا شکار ہو یا بعض عام اور معمول کے امور میں بھول چوک کرے یا نماز میں سہو کرے تو عقل ان امور میں غلطی اور بھول چوک کے امکان کو مسترد نہیں کرتی۔ حتیٰ کہ بعض شیعہ فقہا جیسے شیخ صدوق اور ان کے والد اور استاد کی رائے یہ ہے کہ آئمہؑ سے سہو اور بھول چوک کا انکار غلو کی پہلی علامت ہے۔ بعض معاصر علماء جیسے آقائی خوئی کی رائے بھی یہ ہے کہ کارِ تبلیغ کے علاوہ دوسرے امور میں پیغمبر یا امام سے بھول چوک ناممکن نہیں ہے۔ (فقہ زندگی، ص۳۳۱)

ہمارے بہت سے علماء جو دورانِ نماز یا اور دوسرے امور میں پیغمبر کی بھول چوک کے قائل تھے، ان کو مکمل احترام کیا جاتا تھا اور اب بھی وہ قابلِ احترام ہیں۔ (فقہ زندگی، ص۳۴۲)

مجتہد میرزا محمد تنکابنی لکھتا ہے: پیغمبر امی تھے یعنی کسی معلم کے پاس نہیں گئے۔ علم، لکھنا پڑھنا، تحریر کچھ نہ جانتے تھے۔ (قصص العلماء، ص۴۹۰)

امام محمد تقیؑ نے ایسے لوگوں کی تہمتوں کی مذمت میں فرمایا: آپؐ اس چیز کی تعلیم کس طرح دے سکتے تھے جسے خود نہیں جانتے تھے۔ اللہ کی قسم رسول اللہؐ تہتر (۷۳) زبانوں میں لکھ پڑھ سکتے تھے۔ (مجمع الفضائل، ترجمہ مناقبِ آلِ ابی طالبؑ، ج۱، ص۱۲۴)

آیت اللہ خوئی کا یوٹیوب پر وضو دیکھ لیں مرتے دم تک صحیح وضو نہ کیا۔

۱۰۔ کلمۂ طیبہ کے منکرین کا انجام

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب جبرائیلؑ پہلی وحی لے کر خوبصورت شکل اور بہترین خوشبو کے ساتھ حاضر ہوئے تو عرض کی: یا محمدؐ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کیلئے برکتیں اور اکرام مخصوص کرتا ہے اور آپ سے فرماتا ہے: آپ ثقلین کی طرف میرے رسولؐ ہیں پس ان کو میری عبادت کو طرف دعوت دو اور تحقیق وہ کہیں: لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ ۔ پھر وحی سنائی۔ (تفسیر البرهان، ج۸، ص۳۲۳)

کلمۂ طیبہ ازل سے" لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ ولی اللہ " ہے مگر تمام اصولی علماء (علیؑ ولی اللہ) کو جزو کلمہ نہیں مانتے، اسی لئے ان کی کسی توضیح المسائل میں سرے سے کلمہ لکھا ہی نہیں ہوتا۔

مقاماتِ مقدسہ پر کچھ شیعہ علمائے حق بھی بیٹھے اپنا کام کر رہے ہیں مگر اکثریت منکرینِ کلمۂ طیبہ ہیں جن کی ملاقات کیلئے ذوالفقار بیقرار ہے۔

قال الصادقؑ: فاذا خرج القائمؑ من کربلاء وارد النجف والناس حولہ، قتل بین کربلاء والنجف ستة عشر الف فقیہ، فیقول من حولہ من المنافقین: انہ لیس من ولد فاطمة والالرحمهم، فاذا دخل النجف وبات فیہ لیلة واحدة : فخرج منہ من باب النخیلة محاذی قبر هودؑ و صالحؑ استقبلہ سبعون الف رجل من اهل الکوفة یریدون قتلہ فیقتلهم جمیعاً فلا ینجی منهم احد۔ (نورالانور، ج۳، ص۳۴۵)

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: پس جب امام قائمؑ کربلا سے نجف جانے کیلئے نکلیں گے اور لوگ ان کے اردگرد ہوں گے، وہ کربلا اور نجف کے درمیان سولہ ہزار فقیہ (اصولی مجتهدین) قتل کریں گے، آپؑ کے اردگرد منافقین میں سے ایک کہے گا: بیشک یہ سیدہ فاطمہؑ کی اولاد میں سے نہیں ہے ورنہ یہ اُن پر رحم کرتا (نعوذ باللہ)۔ پھر جب وہ نجف داخل ہو جائیں گے اور اس میں ایک رات بسر کریں گے، تو باب نخیلہ سے نکلیں گے جو هودؑ و صالحؑ کی قبروں کے ساتھ ہے تو کوفہ کے ستر ہزار آدمی (اصولی ملاں) سامنا کریں گے اور آپؑ کو قتل کرنے کا ارادہ کریں گے تو آپؑ ان سب کو قتل کر دیں گے اور ان میں سے ایک بھی نہیں بچے گا۔

عن ابی جعفرؑ انہ قال: اذا ظهر القائمؑ علی نجف الکوفة خرج الیہ قراء اهل الکوفة قد علقوا المصاحف فی اعناقهم۔ فیقولون لا حاجة لنا فیک یا ابن فاطمة قد جربناکم

فما وجدنا عندکم خیرا ارجعوا من حیث جئتم فیقتلهم حتیٰ لا یبقی منهم مخبر۔ (منتخب الانوار المضیئة، ص۱۹۳)

ترجمہ: امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جب امام قائمؑ نجف کوفہ میں ظہور کریں گے تو اہلِ کوفہ کے قاری (اصولی ملاں) اپنے گلوں میں قرآن لٹکائے ہوئے آپؑ کے خلاف خروج کریں گے۔ تو وہ کہیں گے: اے فاطمہؑ کے بیٹے ہمیں تمہاری ضرورت نہیں، یقیناً ہم نے تمہیں آزما لیا ہے تو ہم تمہارے پاس خیر نہیں پاتے، جہاں سے آپؑ آئے ہیں وہاں واپس چلے جائیں، پھر آپؑ ان سب کو قتل کردیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی باقی نہیں بچے گا۔

باب ۳: تقلید پر اعتراضات

۱۔ انسان کو اگر کوئی مسئلہ ہو تو ماہر کے پاس جاتا ہے مثلاً بیمار ہو تو ڈاکٹر کے پاس، مکان بنوانا ہو تو انجنیئر کے پاس، فرنیچر لینا ہو تو بڑھئی کے پاس جاتا ہے، اسی طرح اگر شرعی مسئلہ ہو تو اس کے ماہر یعنی جامع الشرائط مجتہد کے پاس جانا پڑے گا۔

یہ قیاسی مثال دین کے معاملے پر منطبق ہی نہیں ہوتی۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے جن و انس خلق ہی نہیں کئے مگر عبادت کیلئے۔ انسان کا مقصد ترقی کرکے مریخ پر جانا، ایٹم بم بنانا، وغیرہ نہیں ہے، زندگی گذارنے کیلئے مختلف کام سیکھ کر تو کرنے پڑیں گے مگر خلقت کا بنیادی مقصد پیشِ نظر رکھنا پڑے گا کہ اللہ کے بنائے ہوئے دین کے دائرے میں انسانوں طرح رہنا ہے۔ اسی لئے رسول اللہؐ نے ہر مرد عورت پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا اور یہ دین کا علم ہے چاہے کوئی ان پڑھ ہو اسے خود حاصل کرنا پڑے گا۔ دین کے بنیادی علم میں کسی کو رخصت نہیں ہے۔ یہ ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے نہ کہ سمندرپار ملاں کی۔

۲۔ اگر کوئی عام مسئلہ نہ ہو اور اس کا حل بھی یاد نہ ہو تو پھر کس سے پوچھیں گے؟

کسی مسئلے کیلئے آپ کا جو مقامی عالم (احادیث کا راوی) ہو اس سے مشورہ کریں کہ یہ مسئلہ ہے برائے کرم قرآن و سنت کے حوالے کے ساتھ ہمارے مسئلے کا حل بتائیں۔ اس میں عالم کی ذاتی رائے (اجتہاد) بالکل شامل نہیں ہونی چاہیے۔ قرآن و حدیث میں قیامت تک پیش آ سکنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اور ضروری نہیں کہ احادیث کا راوی کسی اصولی مدرسے کا سند یافتہ ہو۔

۳۔ اصولی مجتہدین بھی قرآن و سنت سے فتوے دیتے ہیں لہذا ان کو قبول کرنا چاہیے۔

نہیں جناب، وہ ظنِ اجتہادی سے فتوے دیتے ہیں جو اسلام میں منع ہے، ظن کی ممانعت آپ پڑھ چکے ہیں۔ اگر وہ قرآن و سنت سے فتوے دیتے ہیں تو ہر فتوے کے آخر میں اس امامؑ کا نام لکھیں جس کی حدیث ہے۔ جس طرح کتب

اربعہ میں ہر مسئلے کے آخر پر امامؑ کا نام لکھا ہوتا ہے۔ ایسی کتابوں پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

۴۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر فتوے کے ساتھ حوالہ ہو؟ مجتھد وہی کہتا ہے جو قرآن و حدیث میں ہے۔

آپ نے اس کتاب میں پڑھا کہ امامؑ نے فرمایا کہ جو بات کہو اس کے کہنے والے کا نام ضرور لو۔

اگر کوئی ملاں قرآن کریم کا ترجمہ کرکے کتاب کی صورت میں اپنے نام سے چھپوا لے تو لوگ اسے جوتیاں ماریں گے کہ تم نے کیوں نہیں لکھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ یعنی ہر چیز کے جملہ حقوق محفوظ ہوتے ہیں۔ اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اصولی علماء کے فتوے دراصل قرآن و سنت کے خلاف جاتے ہیں، وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

۴۔ لیکن اصولی مجتھدین رائے اور قیاس سے تو فتوے نہیں دیتے۔

جی نہیں، جب اصولیوں نے دیکھا کہ قرآن و احادیث رائے اور قیاس والے دین کی مذمت کرتے ہیں تو انہوں نے لفظوں کے ہیر پھیر سے عوام کو دھوکہ دیا کہ ہم رائے اور قیاس پر مبنی سنی اجتہاد نہیں کرتے بلکہ ہم عقل سے ظن اجتہادی سے استنباط کرتے ہیں۔ تو جانور مقلدین خوش ہو گئے کہ ہمارے مجتھدین تو سنی مفتیوں سے بہت اعلیٰ ہیں۔

لیکن جھوٹ کبھی بھی نہیں چھپ سکتا۔ آیت اللہ العظمیٰ فضل اللہ نے پول کھول دیا کہ اس کی رائے ہی اس کا فتویٰ ہوتی ہے: آخر میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس کتاب میں گفتگو کی صورت میں ہم نے اپنی جن فقہی آراء کو بیان کیا ہے وہ ہمارے فقہی فتاویٰ شمار ہوتے ہیں اور ہمارے مقلدین ان پر عمل کے ذریعے بری الذمہ ہو سکتے ہیں۔ انشااللہ۔ (فقہ زندگی، ص۲۰)

۵۔ شیعہ ہمارے اصولی علماء کو برا بھلا کہتے ہیں ان میں سید بھی ہیں۔

سورہ ھود آیت ۴۶ میں اللہ نے واضح کیا ہے کہ کنعان نے نافرمانی کی تو وہ حضرت نوحؑ کے اھل سے خارج ہو گیا اور غرق ہو گیا۔ تو جنہوں نے ولایت علیؑ کی بجائے ولایتِ فقیہ کو دین کی بنیاد بنا کر ممنوع اجتہاد کو رائج کیا،

ایسے لوگ قابل عزت نہیں ہوتے۔ الاحتجاج کی جس طویل حدیث کی تین سطروں پر اصولی مذہب کی بنیاد ہے اسی میں لکھا ہے کہ ایسے نام نہاد شیعہ علماء جو اہل البیتؑ کی مخالفت کرتے ہیں وہ فوجِ یزید لعین سے بدتر ہیں (وھم اضر علی ضعفاء شیعتنا من جیش یزید)۔ اور دوسری حدیث کہ جو امام کہلوائے گا اس کی منہ کالا ہو گا چاہے وہ سید ہو۔ تو مومنین روسیا فوج یزید سے بدتر لوگوں کی کیسے عزت کریں!

۶۔ احادیث کی پچاسوں قسمیں ہیں، علم الرجال ہے جو صرف اصولی علماء جانتے ہیں کہ کونسی حدیث قابل عمل ہے۔

یہ احادیث کی خود ساختہ جماعت بندی اور علم الرجال صرف اس لئے بنائی گئی کہ اپنی مرضی کی احادیث کو قبول کرو باقی کو رد کردو۔ عوام کو کیا پتہ کہ ایک ہی حدیث کو جب چاہا صحیح کہہ دیا جب چاہا رد کر دیا، یہی حال علم الرجال میں ہے کہ جب چاہا ایک راوی کو ثقہ بنا دیا جب چاہا اسی کو کاذب کہہ دیا۔ مثلاً یہ" الاحتجاج " میں منقول امام حسن عسکریؑ والی حدیث کو دیکھ لیں کہ اس کو خبر واحد اور دوسرے سارے اعتراض لگا کار رد کر دیا، پھر اس کی تین سطریں اپنے رسالوں میں لکھ کر تقلید کے واجب ہونے کا ثبوت دے دیا۔ اسی طرح آغا سیستانی سے پوچھا کہ آپ کے نائب ہونے کا ثبوت (سوال ۱۲۸۔۱۲۹) تو جواب دیا کہ امام قائمؑ کی توقیع مبارک میں نائب بنانے کا ثبوت ہے۔ پھر کسی نے پوچھا (سوال ۳۸۳۔ ۳۸۴) کہ امام قائمؑ کی توقیع میں خمس غیبت کبریٰ میں معاف ہے تو جواب دیا کہ وہ توقیع ضعیف ہے۔
یہ اللہ کو دھوکہ نہیں دے رہے، یہ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

اصولی علماء نے اصولِ دین اور فروعِ دین کی جماعت بندی بھی اسی لئے کی کہ لوگ معصومینؑ کی وہ احادیث بھول جائیں جس میں دین کی بنیاد پانچ ارکان پر بتائی گئی یعنی ولایت معصومینؑ، نماز، زکاۃ، رمضان کے روزے اور حج۔ اور ولایت کو ان سب کی اساس قرار دیا۔ پھر اصول و فروع کو اتنا یاد کرایا کہ لوگ اسلام کی بنیاد اور مقصد ولایتِ معصومینؑ بھول گئے۔

معصومینؑ نے تو احادیث کو صرف قرآن سے موازنہ کرنے کیلئے کہا ہے۔ من گھڑت جماعت بندیاں کسی اہمیت کی حامل نہیں، بلکہ اصولیوں کی بد نیتیوں کا پول کھولتی ہیں کہ ایک ہی حدیث ضعیف ہوتی ہے مگر جب مطلب ہو تو صحیح ہو جاتی ہے؛ اور علم الرجال میں ایک ہی راوی کاذب یا مجہول ہوتا ہے مگر جب مطلب ہو تو ثقہ و متقی قرار دے کر اپنا اُلو سیدھا کر لیا جاتا ہے۔

۷۔ عام انسان قرآن سے کیسے پرکھے گا؟ یہ تو ایک مدرسے سے پڑھا عالم ہی کر سکتا ہے۔

اکثر لوگ زندگی میں کم از کم سینکڑوں کتابیں پڑھتے ہیں اور اللہ نے صرف ایک کتاب بھیجی ہے اس کو بھی پڑھنا لازمی ہے۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن کو آسان بنایا ہے لہذا یہ خیال کہ قرآن صرف ملاؤں کیلئے ہے سراسر غلط ہے۔ اسلام پاکیزگی اور غیرت کا مذھب ہے لہذا جو بھی بات بد دیانتی، فحاشی یا نجاست کی ہو رد کر دو، اور جو بات معصومینؑ کی عصمت وطہارت اورعلم و قدرت کے خلاف ہو اس کو نہ مانو۔ اور علم مدرسوں اور حوزوں میں مجتھدوں کے رسائل رٹنے سے نہیں ملتا، علم مولا عطا کرتے ہیں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: علم تعلیم حاصل کرنے سے نہیں ملتا، وہ صرف نور ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے دل میں ڈال دیتا ہے جس کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے۔ پس اگر علم چاہتے ہو تو پہلے اپنے نفس کیلئے حقیقتِ عبودیت طلب کرو اور علم عمل کیلئے طلب کرو تو اللہ فہم و فراست عطا فرما دے گا۔ (القطرة۔ ج۲، ص۳۹۶)

۸۔ اصولی تو اپنے مجتھد سے سوال کرتے ہیں، مگر شیعہ کس طرح اپنے مسائل حل کرتے ہیں؟

ہم نے بہت سے ظاہری طور پر پڑھے لکھے پچاس ساٹھ سال کی عمر والے اصولی برادران سے سوال کیا کہ کیا واقعی ان کو آج تک اپنے مرجع مجتھد سے سوال کرنے کی ضرورت پیش آئی؟ ہر ایک کا جواب نفی میں تھا۔ لہذا اکثر جو سوالات ہم دیکھتے ہیں وہ محض بحث مباحثے کے خاطر کئے جاتے ہیں جن کو حقیقت سے تعلق نہیں ہوتا۔

بفرض محال ایسا ہو بھی جائے کہ ایک اصولی کو مسئلہ پیش آیا تو اس نے آیت اللہ کے دفتر وہ سوال ڈاکخانے یا ای میل کے ذریعے بھیج دیا۔ وہاں ان کے دفتر میں چھوٹے علماء بیٹھے ہوتے ہیں وہ سوال کا آیت اللہ کی توضیح المسائل یا رسالۂ عملیہ کے مطابق جواب دے دیتے ہیں۔ سوال تو آیت اللہ تک پہنچتے ہی نہیں۔ آیت اللہ آغا کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ لوگوں کے سوالات کا جواب دے، خود وہ صرف مال خمس کو محفوظ مقام تک پہنچانے کا کام کرتے ہیں۔

یہ حقیقی لطیفہ ہے کہ میری ایک اصولی عالم سے ملاقات ہوئی جس نے آغا سیستانی کے دفتر میں سات سال تک لوگوں کے سوالوں کے جوابات دینے کی خدمات انجام دی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ حدیثِ تقلید کس کتاب میں ہے تو اسے بخدا نہیں پتہ تھا۔ دراصل یہی حالت ان کے جامع الشرائط کی ہوتی ہے۔

شیعوں کو اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو تو وہ پہلے گھر میں موجود معصومینؑ کی تفسیر قرآن اور کتبِ احادیث پر نظر کرتے ہیں اگر مزید مشورے کی ضرورت پڑے تو مقامی عالم یا مومن جو احادیث کا راوی ہو اس سے مشورہ کرتے ہیں کہ مسئلہ قرآن و سنت کی روشنی میں سمجھ آ جائے اور بیشک امام قائمؑ ان کی سرپرستی اور راہنمائی کرتے ہیں۔

امام قائمؑ نے فرمایا: اور میری غیبت میں میری ذات سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ وہی ہے جیسے بادل کے پیچھے نظروں سے غایب سورج سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ (بحارالانوار، ج۵۳، ص۱۸۱)

ہمارے امام قائمؑ حاضر ناظر ہیں ہمیں کسی غیرِمعصوم رہبر کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ اصولی حضرات بنی اسرائیل کی مانند ہیں کہ فرعون سے نجات کے فوراً بعد سمندر پار جاتے ہی بت پرست قوم کو دیکھ کر حضرت موسیٰؑ سے بتوں کی فرمائش کردی کہ ہمیں بھی ایسے چاہئیں، نبیؑ نے انکار کیا مگر اس کے کوہ طور جانے کی دیر تھی کہ بچھڑا بنا لیا اور اس کی پوجا شروع کردی۔ اصولیوں نے بھی غیبت کبریٰ کے فوراً بعد وہی کیا ہے ملاؤں کو پچھڑا بنا لیا ہے۔

۹۔ شیعوں نے تشھد میں شہادتِ ثالثہ کا نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے جس کا ثبوت نہیں ہے۔

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ اصولیوں نے ولایتِ علیؑ کو کلمہ، اذان، اقامت، صلاۃ وغیرہ سے تحریف کرکے نکال دیا ہے۔ جبکہ شیعہ قدیم کتب میں سب کچھ موجود ہے۔ شیعہ علماء نے اس کے ثبوت میں کتب مرتب کیں ہیں، مثلاً شیخ عبدالحلیم الغزی کی" الشهادة الثالثة المقدسة " اور شیخ محمد السند کی" الشهادة الثالثة " بڑی مدلل کتب ہیں اور اسی طرز پر لکھی گئی ہیں جو طریقہ اصولی سمجھتے ہیں۔ لیکن ھدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور شیخ محمد السند کی کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے"ولایتِ علیؑ " مکتبہ فدک، لاہور، پاکستان۔

جب ثبوت ہے کہ رسول اللہؐ تشہد میں ولایتِ علیؑ کی گواہی دیتے تھے اور وہ الفاظ و کلمات بھی کتب میں موجود ہیں جو رسول اللہؐ تلاوت فرماتے تھے پھر بحث کس بات پر ہے؟ اللہ کوئی عمل بھی قبول نہیں کرتا اگر اس میں اقرارِ ولایت نہ ہو۔

شیعہ ہر عمل سنتِ معصومینؑ کےتحت کرتے ہیں، شیعہ اپنے بچوں کو بھی کوئی نصیحت کرتے ہیں تو یہ نہیں کہتے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ نماز پڑھو اور قرآن پڑھو؛ بلکہ شیعہ کہتے ہیں کہ بچو اللہ اور معصومینؑ کا حکم ہے کہ نماز پڑھو اور قرآن پڑھو۔ کیونکہ اگر کسی بندے کی بات پر عمل کیا تو اس کی جزا نہیں ملے گی۔ اس کے برعکس اصولی حضرات مجتہد کے فتاویٰ پر عمل کرتے ہیں اس لئے ان کے نیک کاموں کا بھی اجر محال ہے۔

۱۰۔ شیعہ کہتے ہیں کہ شہادتِ ثالثہ کے بغیر صلاۃ نہیں ہوتی تو ان کے جن اباء و اجداد کو پتہ نہیں تھا تو ان کی نمازیں تو باطل ہو گئیں پھر وہ جہنمی ہیں؟

سادہ لوح شیعوں کو پھسلانے کیلئے یہ حربہ ہے کہ جن بزرگوں نے نماز میں " علیؑ ولی اللہ " نہیں پڑھا تھا پھر تو وہ دوزخ میں گئے۔ تاکہ لوگ گھسیانے ہو کر اشتعال میں آکر ولایت سے بدظن ہو جائیں۔ حالانکہ سزا تو تب ملے گی جب علم ہو جائے کہ اقرارِ ولایتِ علیؑ اللہ کے سامنے صلاۃ میں بھی ضروری ہے اور یہ سنتِ رسولؐ اور سنتِ آئمہ ہے، اور پھر کوئی کہے کہ اگر ملاں آغا فتویٰ دے گا تو پڑھوں گا ورنہ نہیں۔

اللہ عزوجل سورۃ بقرہ آیت ۱۲۰ میں فرماتا ہے کہ اگرتم نے علم آجانے کے بعد ان کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر اللہ کی طرف سے تمہارے لئے نہ کوئی ولی اور نہ ہی کوئی مدد کرنے والا ہو گا۔

اب اصولیوں پر سوال قائم ہو جاتا ہے کہ سب جانتے اور مانتے ہیں کہ انقلابِ ایران سے پہلے ہندوپاک میں کسی کے باپ دادا کو مجتہد کی تقلید یا ولایتِ فقیہ کے خود ساختہ نظریئے کا علم نہیں تھا (الحمد للہ)۔ اور اصولی مذہب میں لکھا ہے کہ مجتہد کی تقلید کے بغیر تمام عبادات باطل ہیں (آیت اللہ شیخ محمد رضا مظفر، عقایدِ امامیہ، ص۱۷)۔ تو صاف نتیجہ نکلا کہ اصولیوں کے باپ دادا سب کی عبادات باطل تھیں کیونکہ وہ تقلید نہیں کرتے تھے۔

حق یہ ہے کہ حق کو کسی بھی عمر میں تسلیم کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہیئے۔ اب تو پوری دنیا کے سکالرز جانتے ہیں کہ اصولی مذہب صرف دو صدیاں پہلے مؤسس باقر بہبھانی نے بنایا تھا، اسی لئے اسے اصولی مذہب کا مؤسس (بانی) کہا جاتا ہے۔ اب تاریخ کون مٹائے گا؟

۱۱۔ اگر کوئی مقلد سر اٹھائے کہ دیکھو فلاں مجتہد کے فلاں فتوے پر اعتراض جائز لگتا ہے تو اسے کہتے ہیں کہ تم صرف اپنے مجتہد کی تقلید پر دھیان رکھو۔ مجتہدوں کو کچھ نہ کہو کیونکہ انہوں نے دین ہم تک پہنچایا ہے۔

یہ ایک شب ہجرت والی گہری سازش ہے کہ تمام قبیلے مل کر رسول اللہؐ پر قاتلانہ حملہ کرو تاکہ بنی ہاشم کو پتہ نہ چلے کہ بدلہ کس سے لیں اور سب قبیلوں سے مقابلہ بھی نہ کر سکیں۔ اس طرح ہر اصولی مرجع کو دین کے کچھ ارکان پر حملہ کرنا ہوتا ہے تاکہ لوگوں کو سازش کا پتہ نہ چلے کہ کس نے دین کو برباد کیا ہے۔ مثلاً ایک اصولی ملاں کلمے کے ایک جزو کو قطع کرے گا، دوسرا نماز سے ولایت نکالے گا، تیسرا روزے میں ڈرپ لگوا کر حقہ پلوائے گا، چوتھا خمس حقدار کی بجائے سمندر پار پہنچائے گا، پانچواں معصومینؑ کی عصمت پر حملہ کرے گا، چھٹا معصومینؑ کے علم غیب کی نفی کرے گا، ساتواں ان کے حاضر ناظر ہونے سے اور قبر میں آنے کا انکار کرے گا، آٹھواں ان کو عام بشر قرار دے کر معرفتِ نورانیہ سے گمراہ کرے گا، نواں محرم عورتوں سے نکاح پر آمادہ کرے گا، دسواں ناچ گانے کی دعوت دے گا، گیارھواں شراب، نشہ و شطرنج کے فوائد بیان کرے گا، بارھواں وطی فی الدبر کے گانے گائے گا، تیرھواں گھر میں بے حیا لباس کو جائز بنائے گا، چودھواں ماتم و عزاداری کے خلاف فتوے دے گا، پندرھواں ولایتِ فقیہ کا جال بچھائے گا، سولھواں مجتھدوں کو معصوم انبیاءؑ سے افضل ثابت کرے گا، اورکوئی کہے گا کہ دشمنانِ اہلبیتؑ کو برا بھلا مت کہو، اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

اب کوئی بتائے ایسا دین لوگوں تک پہنچنے کی بجائے نہ پہنچتا تو بہتر تھا۔ اسی لئے ستر ہزار اصولی علماء کی گردنیں امام قائمؑ ذوالفقار سے اڑائیں گے۔ اصولیوں کو اپنی اکثریت پر ناز ہے مگر یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے کہ اکثریت عقل نہیں رکھتی اور جہنم بھی اکثریت سے بھرا جائے گا۔

۱۲۔ اگر کوئی اصولیوں سے پوچھے کہ ہر مجتھد نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رکھی ہے فتوے الگ الگ ہیں، تو کہتے ہیں کہ اختلاف کی وجہ علم ہے اور احادیث میں اختلاف پایا جانا ہے (نعوذ باللہ)۔

خود انہوں نے اپنے اختلافات پر کئی کتابیں لکھی ہیں مثلاً مختلف الشیعہ جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ دراصل ولایتِ علیؑ میں شرک کرنے کی وجہ سے ان کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اسلئے ان کو قرآن و احادیث میں اختلاف نظر آتا ہے۔ دینِ حق تو صرف شیعوں کے پاس ہے ان اصولیوں نے اسے برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، انہی کے بارے میں اللہ سورۃ انعام آیت ۱۵۹ میں فرماتا ہے:

بیشک جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے (فرقہ فرقہ) کر دیا اور وہ گروہ گروہ بن گئے ان سے (اے حبیبؐ) تمہارا کچھ تعلق نہیں؛ ان کا معاملہ صرف اللہ کے سپرد ہے پھر وہ ان کو بتائے گا جو وہ کرتے رہے تھے۔

مولا علیؑ نے ان فتوے دینے والوں کی شدید مذمت کی، نہج البلاغۃ کا خطبہ نمبر۱۸ پڑھ لیں:
جب ان میں سے کسی ایک کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کیلئے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اسکا فیصلہ کر دیتا ہے پھر بعینہ وہی مسئلہ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی بن رکھا ہے۔ تو وہ سب کی آراء کو صحیح قرار دیتا ہے حالانکہ ان کا اللہ ایک ہے اور ان کا نبیؐ ایک ہے اور ان کی کتاب ایک ہے۔ کیا اللہ سبحانہ نے ان کو اختلاف کا حکم دیا ہے اور وہ اس کی اطاعت کر رہے ہیں؟ یا اللہ نے ان کو اختلاف سے منع فرمایا ہے اور وہ اس کی نافرمانی کررہے ہیں؟ یا اللہ سبحانہ نے دین ناقص نازل کیا اور وہ اس کی تکمیل کے لئے ان سے مدد چاہتا ہے؟ یا وہ اللہ کے شریک ہیں کہ ان کو کچھ کہنے کا حق ہے اور اللہ کو اس پر راضی ہونا پڑتا ہے؟ یا اللہ سبحانہ نے دین مکمل نازل فرمایا مگر رسولؐ نے اس کی تبلیغ اور ادائیگی میں تقصیر کی؟ مگر اللہ سبحانہ تو فرماتا ہے"ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی " "اور اس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے " اور فرماتا ہے بیشک کتاب کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق کرتا ہے اور یہ کہ اس میں اختلاف نہیں ہے، پس اللہ فرماتا ہے"اور اگر یہ قرآن غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو یقیناً تم اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے " اور بیشک قرآن کا ظاہر خوبصورت ہے اور اس کا باطن گہرا ہے، اس کے

عجائبات مٹنے والے نہیں اور اس کے غرائب ختم ہونے والے نہیں اور جہالتوں کے پردوں کو صرف اسی سے چاک کیا جا سکتا ہے۔

اس جامع حدیث کے بعد کسی ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی کہ قیامت تک ممکنہ ضروریات کیلئے دین مکمل ہے۔ یونانی غیر مسلموں کے منطق و فلسفہ، ملاؤں کی دلیلِ عقلی (ناقص) اور مجتہدوں کے اجماع (ملی بھگت) کے ذریعے دین میں دخل اندازی اللہ کی نافرمانی اور اس کی حدود سے گذر جانا ہے۔

۱۳۔ اصولی تحریکِ تحریف

ابتداء سے ہی اصولی علماء دین میں ناجائز داخل خارج کے ماہر ہیں۔ اگر آپ ان کے حالات پر لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں تو ان کا مقصد وکردار واضح ہو جاتا ہے مثلاً روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات (مجتہد باقر خوانساری) یا قصص العلماء (مجتہد محمد تنکابنی)۔

اصولی علماء نے عید الفطر کی نماز کی قنوت میں ایک فقرے کا اضافہ کیا ہے جو قدیم کتب میں نہیں ہے:

وان تدخلنی فی کل خیر ادخلت فیہ محمداً وآل محمدٌ وان تخرجنی من کل سوءٍ اخرجت منہ محمداً وآل محمدٌ ۔ (مفاتح الجنان، ص۴۴۷)

ترجمہ: اور تو مجھے داخل کردے ہر اس خیر میں جس میں محمدؐ وآل محمدؐ کو داخل کیا ہے اور تو مجھ کو نکال دے ہر اس **برائی** سے جس سے محمدؐ وآل محمدؐ کو نکالا ہے۔ (یہ تحفة العوام میں بھی لکھا ہے ص۵۳۲، ۵۳۳)

یہ گمراہ کن فقرہ قدیم کتبِ شیعہ میں نہیں ہے مثلاً من لا یحضرہ الفقیہ جلد۱، عربی ص۲۳۱، ۲۳۲ دیکھ لیں۔

اگر کوئی نبیؑ بھی ان کے مرتبے کے قریب ہونے کا سوچے تو اللہ جنت سے زمین پر بھیج دیتا ہے تو یہ ملاں اور ان کے مقلدین کی جرآت کیسے ہوئی کہ ہر اس خیر میں داخل ہونے کی دعا مانگ رہے ہیں جو محمدؐ وآل محمدؐ کیلئے ہے۔ اور (نقلِ کفر کفر نہ باشد کہ) وہ کونسی برائی ہے جس سے اللہ نے محمدؐ وآل محمدؐ کو نکالا ہے جس میں وہ تھے۔ رجس تو معصومینؑ کے قریب آ ہی نہیں سکتا۔

اصولی مجتهد فضل اللہ نے لبنان میں دولت اور تعلقات کے ذریعے بہت ساری شیعہ کتب میں سے فضائلِ معصومینؑ نکلوائے ہیں۔

ہماری کتب اربعة کے مؤلفین میں سے ایک شیخ الطائفة ابی جعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی کی کتاب "**مصباح المتہجد و سلاح المتعبد** " جو دس صدیاں پہلے چوتھی صدی میں مرتب کی گئی، اس میں مذکور تشہد میں لکھا ہے:
واشهد ان الله ربی نعم الرب واشهد ان محمداً نعم الرسول وان علياً نعم الولی۔
یہ مطبع علمی مشهد الرضا ع ایران سے ۱۳۱۳ ہجری میں ناشر حاج الموید عباس قلی خان کے چھپے ہوئے ایڈیشن میں موجود ہے۔ مگر ھلاکت مول لینے والے لوگوں نے نئے ایڈیشنز میں اس مقدس شہادتِ ولایتِ علیؑ کو حذف کر دیا ہے۔

سورۃ قصص کی آیت نمبر۵ ہے (و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم آئمة ونجعلهم الوارثین)" اور ہمارا ارادہ ہے کہ ہم احسان کریں ان لوگوں پر جن کو زمین میں کمزور کر دیا گیا تھا اور ہم انہیں امام بنائیں اور ہم انہیں وارث بنائیں "۔ سب مؤمنین جانتے ہیں کہ یہ آیت امامِ زمانہؑ کے بارے میں ہے۔ لیکن اصولیوں نے آغا خمینی اور آغا خامنہ ای کی تصویر کے نیچے یہ آیت چھاپی ہے کہ یہ وہ اللہ کی طرف سے امام اور وارث ہیں۔ یہ تحریف اور اللہ پر جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ ایمان سے بتاؤ کیا اللہ نے ان کو تیرھواں اور چودھواں امام بنایا ہے۔ اس آیت کے لکھنے سے واضح ہے کہ اصولی ان کو اصلی امام مانتے ہیں اسی لئے کہتے ہیں کہ ان کی اطاعت مثل معصوم امامؑ واجب ہے۔

۱۴۔ اصولی رہبر عوام کو فریب دے رہے ہیں کہ ہم نے حکومت امامِ زمانہ کو دینے کیلئے بنائی ہے مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔

عن یعقوب السراج، قال: سمعت ابا عبداللهؑ یقول: ثلاث عشرة مدینة و طائفة یحارب القائم اهلها و یحاربونہ: اهل مكة، واهل المدينة، واهل الشام، وبنو امية، واهل البصرة، و اهل دست ميسان، والاكراد، والاعراب، وضبة، وغني، و باهلة، و ازد، و اهل الري۔ (الغيبة۔ ص۳۰۹)

ترجمہ: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: تیرہ شہروں اور قبیلوں کے لوگ امام قائمؑ سے جنگ کریں گے اور آپؑ ان سے جنگ کریں گے: مکہ کے رہنے والے،

اور مدینہ کے رہنے والے، اور شام کے رہنے والے، اور بنو امیہ، اور بصرہ کے رہنے والے، اور دستمیسان کے رہنے والے، اور تمام کرد، اور تمام بدو، اور ضبہ، اور غنی، اور باھلہ، اور ازد، اور رئے (تہران) کے رہنے والے۔

یہ احادیث کسی عصرِ حاضر کی کتاب سے نہیں، یہ اصولی حکومت بننے سے صدیوں پہلے کی چوتھی صدی کی کتاب ہے۔

دو صدیاں پہلے کی کتاب جسے تمام شیعہ بڑا محبوب رکھتے ہیں کیونکہ اس میں معصومینؑ کے بہترین فضائل درج ہیں:" ینابیع المودۃ " اس کا باب ۸۴ پڑھ لیں کہ امام زمانہؑ کے دشمن مجتهد اور ان کے مقلدین ہوں گے۔ اور یہی علامہ حلی کی کتاب " احسن العقاعد " میں بھی ص۳۱۱ پر لکھا ہے جو رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی کی چھپی ہوئی ہے۔

۱۵۔ نتیجہ و خلاصہ یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت ابو طالبؑ کا مقابلہ نہ کرسکے اور مولا علیؑ سے ڈر کر ایک سازش کے تحت اسلام میں داخل ہوگئے، معصومینؑ کو زہر سے شہید کیا، گھر جلائے، کھل کر جنگیں کیں اور تلوار سے شہید کیا، خواتینِ عصمت کو قیدی بنایا، پھر عمرقید کر کے بھی آزمایا، اور ہر حربہ استعمال کیا مگر اسلام کو نہ مٹا سکے، آخر کار امام قائمؑ کے پیچھے پڑے تو اللہ کی تدبیر پر حاوی نہ ہو سکے۔ پھر آخری چال یہی تھی کہ شیعہ مذھب کے عالم بن جاؤ اور دین کی بنیادوں کو اکھاڑ کر یزیدی خواہشات پر استوار کردو اور کسی کو خبر بھی نہ ہو۔ دین کے وارث مولا قائمؑ سب دیکھ رہے ہیں اور کوئی بھی ظالم انتقام سے بچ کر نہیں جائے گا۔

دعا

الحمد للہ الذی ھدٰنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدنا اللہ۔

اللھم اکشف ھذا الغمۃ عن ھذا الامۃ بحضورہ و عجل لنا ظھورہ انھم یرونہ بعیداً و نریہ قریباً برحمتک یا ارحم الرحمین۔ العجل العجل یا مولای یا صاحب الزمانؑ۔

الہی بحقِ محمدؐ وآل محمدؐ ہمیں صراط مستقیم ولایتِ علیؑ پر قائمؑ رکھ اور غمِ حسینؑ میں عزاداری قائم رکھنے کی توفیق عطا فرما اور تبلیغِ ولایتِ معصومینؑ کی توفیق عطا فرما اور معرفتِ معصومینؑ کا رزق عطا فرما اور ہمارے امامِ زمانہؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا جلد از جلد ظہور فرما اور ہمیں انؑ کے اطاعت گذاروں میں سے قرار دے۔ الہی آمین یا رب العالمین۔

اللھم صلی علی محمدؐ وآل محمدؐ و عجل فرجھم۔

مصادر کتب

۱۔ القرآن الکریم (کلام اللہ جل جلالہ)

۲۔ وسائل الشیعة (محمد بن الحسن الحر العاملی، متوفی ۱۱۰۴ ھ)
مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان
۳۔ کتاب سلیم بن قیس الھلالی (سلیم بن قیس الھلالی، متوفی ۷۶ ھ)
انتشارات دلیل ما، قم، ایران
۴۔ تفسیر البرھان (علامہ السید ھاشم البحرانی)
مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان
۵۔ تہذیب الاسلام (علامہ محمد باقر مجلسی)
افتخار بک ڈپو، لاہور، پاکستان
۶۔ کوکب دری (سید محمد صالح کشفی)
امامیہ کتب خانہ، لاہور، پاکستان
۷۔ فقہ زندگی (آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حسین فضل اللہ)
دارالثقلین، کراچی، پاکستان
۸۔ جدید فقہی مسائل (آیت اللہ العظمیٰ سید علی سیستانی)
مؤسسة الامام علیؑ، لندن، برطانیہ
۹۔ علامات ظہور مہدیؑ (علامہ طالب جوہری)
نثار پریس، لاہور، پاکستان
۱۰۔ الصوائق المحرقة (احمد بن حجر المکی، متوفی ۹۷۴ ھ)
دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان
۱۱۔ تحفة العوام (چھ آیت اللہ کے فتاویٰ کے مطابق)
افتخار بک ڈپو، لاہور، پاکستان
۱۲۔ امالی شیخ صدوق (شیخ صدوق)
ادارہ منہاج الصالحین، لاہور، پاکستان
۱۳۔ الاحتجاج (علامہ احمد بن علی الطبرسی، متوفی ۵۸۸ ھ)
انتشارات اسوہ، ایران
۱۴۔ اے شارٹ ہسٹری آف علم الاصول (آیت اللہ العظمیٰ باقر الصدر)
اسلامک سیمینری، کراچی، پاکستان
۱۵۔ قصص العلماء (مجتہد میرزا محمد تنکا بنی)
الکساء پبلیشرز، کراچی، پاکستان
۱۶۔ پریکٹیکل لاز آف اسلام (آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای)
اسلامک کلچر اینڈ ریلیشنز آرگنائزیشن، تہران، ایران

۱۷۔ الغیبة (علامہ ابو عبد اللہ محمد بن ابراهیم الکاتب، متوفی۳۶۰ ھ)
دارالجوادین، بیروت، لبنان
۱۸۔ الکافی (شیخ محمد بن یعقوب الکلینی، متوفی ۳۲۹ ھ)
منشورات الفجر، بیروت، لبنان
۱۹۔ بشارة المصطفٰیؐ لشیعة المرتضٰیؑ (عماد الدین الطبری، متوفی ۵۵۳ ھ)
دارالحوراء، بیروت، لبنان
۲۰۔ القطرة من بحار مناقب النبیؐ والعترةؑ (علامہ سید احمد المستنبط،
متوفی ۱۳۹۹ ھ) نشر الماس، قم، ایران
۲۱۔ ینابیع المودة (علامہ سلیمان قندوزی، متوفی ۱۲۹۴ ھ)
حمایتِ اہلبیتؑ وقف، لاہور، پاکستان
۲۲۔ من لا یحضره الفقیہ (شیخ صدوق)
الکساء پبلیکیشنز۔ کراچی، پاکستان
۲۳۔ بحارالانوار (علامہ محمد باقر مجلسی)
محفوظ بک ایجنسی، کراچی، پاکستان
۲۴۔ معانی الاخبار (شیخ صدوق)
الکساء پبلیشرز، کراچی، پاکستان
۲۵۔ بصائر الدرجات الکبریٰ (ابو جعفر محمد الصفار)
انتشارات المکتبة الحیدریہ، ایران
۲۶۔ مفاتح الجنان (شیخ عباس قمی)
انصاریان پبلیکیشنز، تہران، ایران
۲۷۔ مجمع الفضائل (علامہ ابن شہر آشوب)
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ، کراچی، پاکستان
۲۸۔ نہج البلاغة (کلامِ امیر المؤمنینؑ)
محمد علی فاؤنڈیشن، اسلام آباد، پاکستان
۲۹۔ و دیگر کتب

Notes

Notes